اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۱؎

The ALFAZL QADIAN

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ...

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳؎

نمبر ۸۳	مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء	یوم پنجشنبہ	مطابق ۳ رمضان ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ خاندانِ نبوت میں بھی ہر طرح خیریت ہے:۔

۹ جنوری نظارت دعوت و تبلیغ کے مبلغین اور دیگر کارکنوں کی طرف سے مولوی جلال الدین صاحب شمس کو دعوۃ چار دی گئی۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے مولوی صاحب کی خدمات کے متعلق عربی میں تقریر کی۔ مولوی صاحب نے بھی عربی میں جوابی تقریر کی۔ اور آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تقریر فرمائی۔ جو انشاء اللہ مفصل کسی اگلے پرچہ میں درج کی جائے گی:۔

۹ جنوری اگرچہ مطلع ابر آلود تھا۔ مگر چاند دیکھ لیا گیا۔ اور پہلا روزہ ۱۰ جنوری کو ہوا۔

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے مسجد اقصےٰ میں ۱۰ جنوری سے درس دینا شروع کر دیا ہے۔ تمام مساجد میں نماز تراویح پڑھانے کے لئے حفاظ مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

سر محمد شفیع کی وفات پر تعزیت کا تار

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے ناظر صاحب امور خارجہ نے سر محمد شفیع صاحب کی وفات پر حسب ذیل تار میاں محمد رفیع صاحب کو ارسال کیا:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے مجھے ہدایت ہوئی ہے۔ کہ آپ کے والد ماجد کی اندوہناک وفات پر دلی ہمدردی کا اظہار کروں۔ مسلمان اپنے حقوق کے ایک زبردست نگران اور ہندوستان ایک اعلیٰ درجہ کے مدبر کی خدمات سے ایسے وقت میں محروم ہو گیا ہے جب کہ اس کی سخت ضرورت تھی:۔

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کا پریزیڈنٹ

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نے بندہ کو اپنا پریزیڈنٹ مقرر کیا ہے بجائے میر محمد بخش صاحب کے جو کشمیر کمیٹی کی طرف سے جموں گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے خطوط و کتابت متعلقہ جماعت بندہ کے نام کی جائے ۔

خاکسار عبد القادر پلیڈر گوجرانوالہ

موضع احمدی پور

ہمارا گاؤں جہلم سے جانب شمال مغرب تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ اس کا دو تہائی حصہ خدا کے فضل سے احمدی ہے۔ اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس گاؤں کا نام بجائے رام پور کے احمدی پور رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی اجازت سے یہ نام رکھ دیا گیا ہے۔ خاکسار محمد عبد المغنی سکرٹری تبلیغ۔

خوردہ روڈ (اڑیسہ) میں جلسہ

گزشتہ ماہ میں خوردہ روڈ ریلوے جنکشن کی انسٹی ٹیوٹ میں مولوی فرزند احمد صاحب متوطن علاقہ علی گڑھ نے اسلام کی خوبیوں پر قریباً ۲½ گھنٹہ تقریر کی۔ اور اس کے بعد اہل جلسہ سے قریشی محمد حنیف صاحب آنریری احمدی مبلغ اڑیسہ نے وقت مانگا۔ حاضرین نے بڑی خوشی سے تقریر کی اجازت دی۔ جس پر قریشی صاحب نے آدھ گھنٹہ شرک کی تردید اور توحید کی تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔ اور فتنہ ارتداد یو۔پی کے بھی تبلیغی حالات سنائے۔ اور اسوۂ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلنے کی پُرزور تلقین کی۔ الغرض قریشی صاحب کی تقریر حاضرین نے بہت پسند کی۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ اس شہر میں ایک احمدی مبلغ کی جلسہ میں تقریر ہوئی۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک

خاکسار سید صمصام الدین از جٹنی۔

شکریہ

جن دوستوں نے میرے والد بزرگوار مولوی عبد السلام صاحب مرحوم کی تعزیت کے خطوط لکھے ہیں۔ بذریعہ اخبار میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

خاکسار عبد المومن خاں احمدی کاٹھ گڑھ۔

تلاش

۳۰ دسمبر ۱۹۳۱ء کو دن کے دس بجے کے قریب جو گاڑی قادیان سے آتی ہے۔ اور ایک بجے کے قریب امرتسر ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے درجہ انٹر کلاس میں ایک دوہری گرم چادر برنگ بادامی کنارہ سبز رہ گئی تھی۔ گاڑی تقریباً احمدی احباب سے پر تھی۔ اگر کسی دوست کی نظر پڑ گئی ہو۔ تو پتہ ذیل پر ارسال کر دیں۔ عمر الدین کلرک اکاؤنٹس آفس۔ کمپائیلیشن ڈویژن ٹی اینڈ ڈی ایم سیکشن۔ لاہور ۔

دعائے مغفرت

۱۔ میری اہلیہ صاحبہ ۸ دسمبر ۱۹۳۱ء انتقال کر گئیں۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار محمد حسن راہوں ۔ ۲۔ چوہدری کرم الدین صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں خاکسار برکت علی چک ۱۰۵ رکھ

۳۔ میرا عزیز بھائی محمد صدیق۔ نوجوانی میں ایک بچہ (لڑکا) اور جوان بیوہ چھوڑ کر ۱۸۔ دسمبر ۱۹۳۱ء کو فوت ہو گیا۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد اسمٰعیل احمدی سٹیشن ماسٹر کوٹ کپورہ ۔ ۴۔ میرا ہمشیرہ زادہ عبد اللطیف ۲۱ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اور اپنی بیوہ ماں کو داغ مفارقت دے گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب کرام مرحوم کے لئے دعا مغفرت اور اس کی ماں کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ خاکسار غلام احمد مجاہد

۵۔ خاکسار کی والدہ کا یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو انتقال ہو گیا ہے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار عبد اللہ از گوڑہ ضلع جالندھر۔

۶۔ ۸ جنوری۔ اہلیہ منشی غلام حیدر صاحب راہوالی ضلع گوجرانوالہ کی نعش بذریعہ لاری قادیان لائی گئی حضرت اقدس نے جنازہ پڑھایا اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں ۔

مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء کے متعلق اہم اعلان

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ امسال انشاء اللہ مجلس مشاورت ۲۵-۲۶-۲۷ مارچ ۱۹۳۲ء کو منعقد ہوگی۔ ۲۵ مارچ بعد نماز جمعہ انشاء اللہ اجلاس مشاورت شروع ہو کر ۲۷ مارچ کی دوپہر تک جاری رہے گا ۔

ضروری ہے۔ کہ تاریخ اعلان سے ایک ماہ کے اندر اندر تمام جماعتیں باقاعدہ اپنے اپنے اجلاس کر کے مجلس مشاورت کے لئے نمائندوں کا انتخاب کریں۔ اور اس کے متعلق دفتر ہذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں۔ ساتھ ہی ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کے متعلق سکرٹری مجلس مشاورت کے پاس بھیجے۔ کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے اس سال کے لئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں اور نمائندگان جب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو اس وقت بھی ایک نقل ایسی تصدیق کی اپنے ساتھ لائیں۔ لیکن جماعتوں کے امراء اس قاعدے سے مستثنےٰ ہوں گے۔ وہ اپنی جماعت کے امیر ہونے کی وجہ سے مجلس مشاورت کے نمائندے بغیر کسی انتخاب کے سمجھے جائیں گے ۔ پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح

جماعت احمدیہ سیلون کا سالانہ جلسہ

خلافت ثانیہ کے عہد مسعود میں جن جن ممالک کو نور احمدیت نصیب ہوا ہے۔ جزیرہ سیلون بھی ان میں سے ایک ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ ان اکتے دکتے احمدیوں کے علاوہ جو جزیرہ کے مختلف مقامات پر رہتے ہیں۔ جزیرہ کے تین شہروں میں مستقل جماعت قائم ہے۔ اور ابتدار قیام سے باقاعدہ جماعت کا سالانہ جلسہ کسی نہ کسی شہر میں ہوتا رہا ہے۔ امسال جماعت ہائے سیلون کا سالانہ جلسہ ۲۵ دسمبر کو کولمبو میں منعقد ہونا قرار پایا جو جزیرہ کا دار السلطنت ہے۔ اور جلسہ کے لئے ضروری انتظام ایک سب کمیٹی کے سپرد کئے گئے۔ اخبارات اور مطبوعہ اشتہارات کے ذریعہ جلسہ کی اطلاع دینے کے علاوہ دعوتی کارڈوں کے ذریعہ معززین شہر کو شمولیت جلسہ کی دعوت دی گئی ۔

حسب پروگرام کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے سب کمیٹی کے سکرٹری مسٹر سی۔ ایچ مختار نے رپورٹ سنائی بعدہٗ اسلام کی تمدنی اور اجتماعی زندگی اور نسوانی حقوق پر مختصر تقریر کی۔ ان کے بعد مولوی ابراہیم صاحب (مالاباری) نے احمدیت کی صداقت پر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔ اور پہلا اجلاس برخاست ہوا۔ خطبہ جمعہ خاکسار نے پڑھا۔ دو بجے کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ اور پہلی تقریر ایس۔ ایم محی الدین صاحب نے کی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں تھی۔ ان کے بعد خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تین گھنٹے تقریر کی۔

جزیرہ سیلون میں ابھی تک کوئی مسجد ہماری نہیں ہے۔ جماعت کی غربت اور قلت نے ابھی تک احباب کے لئے کسی مسجد کی تعمیر کی نوبت نہیں آنے دی۔ اب جماعت نگومبو کے احباب کی ہمت سے وہاں پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ خاکسار نے ایک جماعت کی معیت میں دعا کے بعد اپنے ہاتھ سے ۲۶ دسمبر ۱۹۳۱ء کو مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ تمام احباب سے التجا ہے کہ اس کی تکمیل کے لئے اور اس کے موجب برکت و ترقی ہونے کیلئے دعا فرمائیں۔ سیلون کے احباب مالی حیثیت میں بہت کمزور ہیں۔ لہذا اس بیت اللہ کی تعمیر کے لئے خاص ہمت دکھانے کی ضرورت ہے۔ عاجز عبد اللہ مالاباری۔ مبلغ سیلون۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۸۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

ہندوستان کی موجودہ بے چینی اور اضطراب کی ذمہ وار کانگرس ہے

حکومت فتنہ دور کرے مگر آئینی ترقی کی روح کو نقصان نہ پہنچے

کانگرس کے مقابلہ میں حکومت کے انتظامات

کانگرس کے از سر نو جنگی اقدام اور قانون شکنی کے مقابلہ میں حکومت نے قیام امن اور حفاظت قانون کی خاطر جو رویہ اختیار کیا ہے۔ وہ اگرچہ پہلے کی نسبت غیر معمولی۔ زیادہ طاقتور اور دلیرانہ ہے۔ لیکن خلاف توقع نہیں۔ جب کانگرس نے گول میز کانفرنس میں گاندھی جی کو اپنا واحد نمائندہ بنا کر بھیجنے اور تمام مسائل کی بحث میں حصہ لینے کے باوجود کانفرنس کے نتائج کا انتظار کئے بغیر۔ بلکہ ان کے رونما ہونے میں روک پیدا کرنے۔ قانون شکنی کا ارتکاب کرنے اور حکومت کو معطل کر دینے کی جد وجہد شروع کر دی۔ تو حکومت کے لئے ضروری ہو گیا۔ کہ ایک طرف تو ملک میں مزید اصلاحات جاری کرنے کے لئے اور دوسری طرف امن قائم رکھنے کے لئے کانگرس کی خلاف قانون کارروائیوں کے انسداد کے انتظامات کرے۔ کیونکہ دنیا کی کوئی حکومت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اہل ملک کی خواہشات ترقی کی تکمیل کے لئے اس کی سرگرمیوں اور ان سرگرمیوں میں کوئی روکاوٹ حائل ہو۔ جنہیں وہ تمام ملک کے نمائندوں کے مشورہ سے اختیار کرنا چاہتی ہو۔ اور جن پر ملک کے امن اور ترقی کا مدار سمجھتی ہو۔

کانگرس کی شتاب کاری

کانگرس کے کارکنوں کے مدنظر اگر اہل ہند کی بہتری اور بہبودی ہوتی۔ تو وہ گول میز کانفرنس جس میں انہوں نے گاندھی جی کو کانگرس کی طرف سے مختار کل بنا کر بھیجا تھا۔ اس کے نتائج کا انتظار کرتے۔ اور دیکھتے۔ کہ حکومت اپنے اقرار و مواعید کو کہاں تک پورا کرتی ہے۔ یا کم از کم اپنے واحد نمائندہ کی آمد او اس سے تصفیہ کرنے تک ہی اپنی مخالفانہ اور قانون شکن سرگرمیاں ملتوی رکھتے۔ لیکن انہوں نے عاقبت نا اندیشی اور شتاب کاری سے کام لیتے ہوئے گاندھی جی کی واپسی کا بھی انتظار نہ کیا۔ اور ان کے ہندوستان میں پہنچنے سے قبل ہی نہ صرف حکومت کو قانون شکنی کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ بلکہ ایک طرف تو بنگال میں دہشت انگیزی کے شرمناک افعال کا ارتکاب ہونے لگا۔ اور دوسری طرف صوبہ متحدہ میں عدم ادائگی لگان کی تحریک شروع کر دی گئی۔ اور جواہر لال نہرو۔ اور مسٹر شیروانی ایسے ذمہ وار کانگرسی لیڈروں نے قانون شکنی کا مرتکب ہونا ضروری سمجھا۔ ان حالات میں وائسرائے کے لئے ضروری ہو گیا۔ کہ خاص ہنگامی آرڈر جاری کریں ✣

گاندھی جی کا افسوسناک رویہ

اسی دوران میں جب گاندھی جی نے ساحل ہند پر قدم رکھا۔ تو بجائے اس کے کہ وہ ان افعال کی مذمت کرتے۔ جن کی وجہ سے وائسرائے کو ابتدائی آرڈی ننس جاری کرنے پڑے۔ انہوں نے ایک طرف تو حکومت کو اس قسم کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ کہ اگر لڑائی کے بغیر چارہ نہ رہا۔ تو میں اہل ہند کو تیار رہنے کی دعوت دونگا۔ اور یہاں تک کہدیا۔ کہ ”میں ہندوستان کی آزادی کے لئے لاکھوں جانیں قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرونگا“ اور دوسری طرف یہ اعلان کیا۔ کہ اگر حکومت تمام آرڈی ننس واپس لے لے۔ تو میں کانگرس کو مشورہ دونگا۔ کہ گول میز کانفرنس کی ہندوستان میں منعقد ہونے والی کمیٹیوں سے تعاون کرے۔ ورنہ ان کا مکمل بائیکاٹ کیا جائیگا“

قطع نظر اس سے کہ حکومت نے جو آرڈی ننس جاری کئے۔ اور جن کے نفاذ کی ضرورت خود کانگرس نے پیدا کی۔ ان کے واپس لینے کے متعلق گاندھی جی کا دھمکی آمیز مطالبہ کہاں تک حق بجانب تھا۔ اور ایک ایسی حکومت جو ملک میں قیام امن و انتظام کی ذمہ وار ہو۔ کس حد تک اس مطالبہ کو منظور کر سکتی تھی۔ ظاہر ہے کہ گاندھی جی کے نزدیک جو کانگرس کے نمائندہ کی حیثیت سے گول میز کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ کانگرس کے لئے یہی ضروری تھا۔ کہ وہ گول میز کانفرنس کی ہندوستان میں منعقد ہونے والی کمیٹیوں سے تعاون کرے۔ یعنی آئینی اصلاحات کے متعلق گول میز کانفرنس کی مقرر کردہ کمیٹیاں جو کارروائی کریں۔ ان میں کانگرس پورا پورا حصہ لے۔ اور ان کے نتائج مرتب ہونے تک کوئی ایسی کارروائی نہ کرے۔ جو اصلاحات کے کام میں اور ملک کے امن و انتظام میں مشکلات پیدا کرے۔ اگر کانگرس کے جلد باز کارکنوں کے دل میں اپنے خود تجویز کردہ نمائندہ گول میز کانفرنس کی کچھ بھی قدر و وقعت ہوتی۔ تو وہ ہرگز اس کے آنے اور اس سے مشورہ لینے سے قبل ایسے حالات نہ پیدا کر دیتے۔ جن کی وجہ سے حکومت کو آرڈی ننس جاری کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ پھر اگر گاندھی جی یہ سمجھتے۔ کہ جس کانگرس نے انہیں اپنا واحد نمائندہ ہونے کا پروانہ عطا کیا تھا۔ اس کے نزدیک ان کا مشورہ کچھ حقیقت رکھتا ہے۔ اور وہ ان کے پیش کردہ طریق عمل پر کاربند ہونے کے لئے تیار ہو سکیگی۔ تو وہ گول میز کانفرنس کی ہندوستان میں منعقد ہونے والی کمیٹیوں سے کانگرس کے تعاون کو آرڈی ننسوں کی واپسی کے ساتھ مشروط نہ کرتے۔ بلکہ حکومت کے سامنے یہ بات پیش کرنے سے قبل ان کانگرسی لیڈروں سے مل کر انہیں راہ راست پر لاتے۔ جنہوں نے عدم ادائگی لگان کی تحریک شروع کر دی تھی۔ اسی طرح وہ اس بات کے متعلق بھی حکومت کو مطمئن کرتے۔ کہ بنگال میں سرکاری حکام کے قتل وغیرہ کے دہشت انگیز واقعات رونما نہ ہونگے۔ اس کے بعد کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ بنگال اور یو۔ پی کے متعلق آرڈی ننس منسوخ نہ ہوتے۔ لیکن چونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ کانگرس ان کے کسی مشورہ کو قطعاً قبول نہ کرے گی۔ اس لئے انہوں نے دیدہ دانستہ وہ راہ اختیار کی جس کے نادرست ہونے سے وہ خود بھی ناواقف نہ تھے۔ تاکہ کانگرس کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ رکھ سکیں ✣

وائسرائے کا ملاقات سے انکار

گاندھی جی نے گول میز کانفرنس کی کمیٹیوں سے کانگرس کے تعاون کو آرڈی ننسوں کی واپسی پر منحصر کر دیا۔ وہ خوب جانتے تھے۔ کہ جن خدشات کی موجودگی میں حکومت نے آرڈی ننس جاری کئے ہیں۔ جب تک وہ دور نہ ہوں۔ اس وقت تک حکومت ان کو منسوخ کرنا تو الگ رہا۔ ان کی منسوخی کا ذکر بھی سننا گوارا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب گاندھی جی نے

وائسرائے سے ملاقات کی درخواست کی۔ تو انہیں صاف طور پر کہہ دیا گیا۔ کہ وائسرائے ہند ان کو ملاقات کا موقعہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ اس میں آرڈی ننسوں کے متعلق ذکر نہ کیا جائے اس پر گاندھی جی کو سمجھ لینا چاہیئے تھا۔ کہ جو رویہ انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اس کی کجی حکومت پر واضح ہو چکی ہے۔ لیکن چونکہ سابق وائسرائے ہند سے چند ایک ملاقاتیں کرنے کی وجہ سے وہ اپنے متعلق غلط فہمی میں مبتلا رہتے۔ اس لئے انہوں نے پھر وائسرائے ہند سے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کی درخواست کی۔ اور اس کے ساتھ ہی کانگرس کی طرف سے سول نافرمانی کی دھمکی سے مرعوب کرنا چاہا۔ اس کے جواب میں وائسرائے نے اپنے پہلے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے سے انکار کرتے ہوئے لکھا کہ گورنمنٹ سول نافرمانی کی دھمکیوں سے قطعاً مرعوب نہیں ہو سکتی۔ کانگرس نے اگر گاندھی جی کی راہ نمائی میں اس کا ارتکاب کیا۔ تو اس کے نتائج کی ذمہ واری ان پر اور کانگرس پر ہوگی اس خلاف توقع جواب کا اثر نہ صرف گاندھی جی پر بلکہ ساری کانگرس پر ایک کانگرسی اخبار کے الفاظ میں یہ ہؤا کہ "کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کے (جس میں گاندھی جی بھی شامل تھے)۔ ہوش و حواس جاتے رہے۔ اور اس نے بغیر کسی توقف اور مزید غور و خوض کے سول نافرمانی کا فیصلہ کر دیا"۔

حکومت مقابلہ کی تیاری میں حق بجانب ہے

کانگرس کا یہ فیصلہ چونکہ حکومت کے لئے کھلا چیلنج تھا جو اس کے نظام کو درہم برہم کرنے کے لئے دیا گیا۔ اس لئے حکومت نے اس کے مقابلہ کی وسیع تیاریاں شروع کر دیں۔ کیونکہ اسی کانگرسی اخبار کے الفاظ میں جس کا اقتباس اوپر نقل کیا گیا ہے۔ "کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کے اس فیصلہ کے بعد گاندھی جی کی گرفتاری۔ آرڈی ننسوں کا اجراء۔ اور کانگرس کمیٹیوں کو خلاف قانون قرار دینے کی کارروائی ایک لازمی بات تھی"۔ اور اگر کوئی شخص ملک کے قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے تو دنیا کی کوئی حکومت ایسی نہیں ہے۔ جو اس کے خلاف مقدمہ چلا کر اسے قرار واقعی سزا نہ دلائے۔ ہندوستان کی موجودہ حکومت اس کلیہ سے "مستثنے" نہیں کی جا سکتی"۔

پس اب جبکہ حکومت کانگرس کی خلاف قانون اور خلاف امن سرگرمیوں کے انسداد کے لئے انتظامات کر رہی ہے۔ تو کوئی شخص اس کی ذمہ واری حکومت پر نہیں ڈال سکتا۔ بلکہ جو بھی نتائج رونما ہوں۔ ان کا موجب گاندھی جی اور کانگرس کو قرار دیگا۔ اور ملک پر جس قدر مصیبت اور بربادی آئے گی۔ وہ کانگرس کی پیدا کردہ ہوگی۔

امن پسند اور خیر خواہانِ ملک کا فرض

اہلِ ہند تجارت کی تباہی اور دیگر مالی مشکلات کی وجہ سے جن حالات میں سے گزر رہے ہیں۔ وہ نہایت ہی دردناک ہیں۔ لیکن کس قدر رنج اور افسوس کی بات ہے۔ کہ گاندھی جی اور کانگرس جو غریبوں کی حمایت کا دم بھرتے۔ اور اپنی جدوجہد کی غرض غرباء کی مشکلات کو دور کرنا بتاتے ہیں۔ دیدہ دانستہ سارے ملک کو تباہی کی غار میں دھکیل رہے ہیں۔ اور ملک میں بدامنی اور بے اطمینانی پیدا کرنا اپنا کارنامہ سمجھ رہے ہیں۔ ان حالات میں تمام امن پسند اور خیر خواہانِ ملک کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ کانگرس کی فتنہ انگیزی سے نہ صرف خود علیحدہ رہیں۔ بلکہ جو لوگ کسی نہ کسی وجہ سے کانگرس کے جال میں پھنس کر اس کی قانون شکن تحریکوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ انہیں بھی باز رکھنے کی کوشش کریں۔ اور بتائیں کہ فتنہ و فساد کے ذریعہ ہندوستان کی ترقی کو سخت نقصان پہنچیگا اور اہلِ ہند صدیوں تک اس طریق سے سیاسی ترقی حاصل کرنے سے محروم ہو جائیں گے۔

حکومت کو مشورہ

اس کے ساتھ ہی ہم حکومت کو بھی یہ مشورہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وہ کانگرس کی خلاف قانون اور امن شکن کارروائیوں کے انسداد کے لئے جو انتظامات ضروری سمجھے۔ کرے۔ اس میں تمام امن پسند شہریوں کی ہمدردی اور امداد اس کے ساتھ ہوگی اور وہ اپنے ملک کو شورش اور بدامنی سے محفوظ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہے۔ کہ فتنہ کے انسداد کی تدابیر اور انتظامات اتنی وسعت نہ اختیار کرنے پائیں۔ کہ اہلِ ہند میں آئینی ترقی اور اپنے ملک کو خوشحال اور باوقار بنانے کے متعلق جو جذبات پائے جاتے ہیں۔ انہیں معمولی سا صدمہ بھی پہنچے اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ حکومت قانون شکن اور دہشت انگیز افعال کا انسداد کرنے کے ساتھ ہی آئین پسند اور با امن لوگوں کی ملکی اور سیاسی ترقی کے سامان مہیا کرے۔ ان کے حقوق اور مطالبات پورے کرے۔ اور اس طرح عملی طور پر ثابت کر دے۔ کہ حکومت اہلِ ہند کی آئینی ترقی میں نہ صرف روکاوٹ بننا نہیں چاہتی۔ بلکہ ہر ممکن امداد دے رہی ہے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے متعلق ایک صریح غلط بیانی

ہندو اخبارات میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے خلاف قریباً روزانہ جو غلط بیانیاں کی جاتی ہیں۔ ان کی ایک تازہ مثال ۹۔جنوری سنہ ۱۹۳۲ء کے "ملاپ" نے پیش کی ہے۔ جس نے لکھا ہے کہ "کمیٹی کے ممبروں میں کچھ اختلاف ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے مرزا بشیر الدین محمود پریذیڈنٹ کمیٹی ہذا کو کمیٹی سے مستعفی ہونا پڑا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے ساتھ ایک اور قادیانی صاحب نے استعفےٰ دیدیا ہے"۔

لیکن یہ سراسر غلط ہے۔ اور محض مسلمانوں میں بے چینی اور اضطراب پیدا کرنے کے لئے اس لغو حرکت کا ارتکاب کیا گیا ہے مسلمانانِ کشمیر کی امداد اور ان کی دادرسی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جو عزم اور ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کا اظہار حضور نے جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر کئی ہزار کے مجمع میں نہایت وضاحت کے ساتھ کیا۔ جو "الفضل" کے گزشتہ پرچہ میں درج ہو چکا ہے۔ اس میں حضور نے فرمایا:-

"میں نے اپنے نفس سے اقرار کیا ہے۔ اور طریق بھی یہی ہے۔ کہ مومن جب کوئی کام شروع کرے۔ تو اسے ادھورا نہ چھوڑے۔ میں نے کشمیر کے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ جب تک کامیابی حاصل نہ ہو جائے۔ خواہ سو سال لگیں۔ ہماری جماعت ان کی مدد کرتی رہے گی۔ اور آج میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ کل، پرسوں، اترسوں، سال، دو سال، سو، دو سو سال جب تک کام ختم نہ ہو جائے ہماری جماعت امداد کرتی رہے گی۔ یہ ہمارا کشمیر کے مسلمانوں سے وعدہ ہے"۔

اسی سلسلہ میں حضور نے یہ بھی فرمایا:-

"ہماری جماعت کو مسلمانانِ کشمیر کی امداد جاری رکھنی چاہیئے جب تک کہ ان کو اپنے حقوق حاصل نہ ہو جائیں۔ خواہ اس کے لئے کتنا عرصہ لگے۔ اور خواہ کسی وقت جانی قربانیاں بھی کرنی پڑیں"۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ مسلمانانِ کشمیر کی امداد کے متعلق اپنی جماعت کو یہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے جسے خدا کے فضل سے حضور کی راہ نمائی میں اس وقت نہایت شاندار کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ علیحدگی اختیار کر لیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔

سر محمد شفیع کا انتقال

نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ سر محمد شفیع کا ۷۔جنوری کو ایک ہفتہ کی علالت کے بعد لاہور میں انتقال ہو گیا۔ پہلے معمولی بخار کی شکایت ہوئی۔ جس کے بعد ڈبل نمونیا ہو گیا۔ اور باوجود مشہور ڈاکٹروں کی پوری توجہ اور کوشش کے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ سر موصوف کا موجودہ نازک ترین سیاسی دور میں انتقال مسلمانوں کے لئے نہایت ہی اندوہناک ہے۔ اگرچہ آپ کی ساری زندگی ہی نہایت مصروفیت اور ملک و قوم کی خدمتگزاری میں گزری۔ لیکن گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کی نمائندگی کرتے ہوئے جس قابلیت اور معاملہ فہمی کا آپ نے ثبوت دیا۔ وہ نہایت شاندار تھی آپ منکسر مزاج اور وسیع اخلاق انسان تھے۔ آپ نے ۶۳ سال کی عمر پائی اور اپنی قابلیت کی وجہ سے عزت و شہرت کی اعلیٰ منازل طے کیں۔ اور عین اس وقت جبکہ مسلمانانِ ہند کو ان کی قابلیت اور تجربہ سے فائدہ اٹھانے کی سخت ضرورت تھی۔ ان کا انتقال ہو گیا۔ ہمیں اس صدمہ میں ان کے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔

27

تاریخ کلیسائے مسیحیؑ

مندرجہ بالا موضوع پر جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ۲۸ دسمبر کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حسب ذیل تقریر فرمائی

لفظ کلیسیا

کلیسیا ایک یونانی لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں "جماعت" عموماً مذہبی جماعت پر یہ لفظ اطلاق پاتا ہے۔ عیسائی لٹریچر میں اس لفظ سے مراد مذہب۔ مذہبی فرقہ اور مذہبی جماعت لیجاتی ہے پس عیسائی کلیسیاء کی تاریخ سے مراد اس مذہبی جماعت کی تاریخ ہے۔ جس کی ابتداء حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی تبلیغ سے ہوئی اور جو فی زمانہ عیسائیت کے مختلف فرقوں میں منقسم ہے۔ گو یہ تعجب کی بات ہے۔ کہ جس قدر کتب تاریخ کلیسیا پر عیسائی پادریوں نے لکھی ہیں۔ ان سب کی ابتداء بعد واقعہ صلیب سے ہوتی ہے۔ گویا مسیح کی زندگی میں کوئی کلیسیا نہ تھی۔ اور نہ اس کی کوئی تاریخ ہے ؛

عیسائی کلیسیاء کی خصوصیات

تاریخ عیسوی مذہب کے بیان کرنے سے قبل یہ بتا دینا ضروری ہے۔ کہ عیسوی مذہب کی خصوصی صفات کیا ہیں جو اسے دیگر مذاہب سے علیحدہ کرتی ہیں۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ موجودہ عیسائی فرقوں کی اکثریت میں جو متفق ضروری مسائل ہیں۔ وہ صرف دو ہیں یعنی مسئلہ تثلیث۔ اور مسئلہ کفارہ۔ اگرچہ بعض فرقے اب بھی ایسے ہیں۔ جو توحید کے قائل ہیں۔ اور تثلیث کی تردید کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرقہ یونی ٹیرین مگر ان کی تعداد بہت کم ہے اس واسطے ہم سردست ان کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ عیسائی وہ قوم ہے۔ جو تثلیث اور کفارے پر ایمان رکھتی ہے۔ لہذا تاریخ کلیسیاء کا بیان گویا ان حالات کا تذکرہ ہے جن کے ماتحت ان مسائل نے تدریجاً عیسائی قوم میں نشو و نما حاصل کیا ؛

تثلیث بائبل میں نہیں

اس بارے میں سب سے پہلی بات جو قابل ذکر ہے۔ وہ یہ ہے کہ ساری بائیبل میں کہیں ایک جگہ بھی تثلیث کا لفظ تک موجود نہیں۔ بلکہ ابتدائی عیسائیوں کے لٹریچر میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں۔ مسیح ناصری نے کبھی یہ تعلیم نہیں دی۔ کہ تم تین خدا مانو۔ اور پھر تین کو ایک اور ایک کو تین یقین کرو۔ بلکہ ساری عمر یسوع مسیح اپنی انسانیت اور عاجزی کا اظہار کرتے رہے۔ اور ہمیشہ اپنے آپ کو ابن آدم۔ ابن آدم کر کے ذکر کیا۔ اگر انہیں اپنی خدائی اور الوہیت کا خیال ہوتا۔ تو ضرور تھا۔ کہ وہ کھلے الفاظ میں یہ پیغام لوگوں کو پہنچاتے۔ کہ دیکھو میں خود خدا انسانی جامہ پہن کر تمہارے درمیان کھڑا ہوں۔ مگر کبھی انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ پادری ایل کارپنٹر صاحب بھی اپنی کتاب یونی ٹیری ازم میں لکھتے ہیں

First Teachers were All Unitarians

یعنے عیسائی دین کے ابتدائی معلمین سب موحد تھے۔ ایک خدا کو مانتے تھے۔

ایسا ہی ہارمس ورتھ انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۱۹۹۹ جلد ۳ میں لکھتا ہے۔ کہ ابتدائی عیسائی سب توریت کے پیرو یعنی مذہب کے لحاظ سے یہودی تھے۔ اصل انگریزی عبارت یوں ہے :-

The first christian Church men were all old Testament Chuch men

عیسائی فرقہ سرنتھس کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ مسیح کے کام کو مسئلہ نجات سے کچھ تعلق نہ تھا وہ سب صرف تعلیم دینے کے واسطے آیا تھا۔ ملاحظہ ہو تاریخ کلیسیا مصنفہ پادری کھبرٹس ۱۰۸ صفحہ

یسوعی کفارہ بائیبل میں نہیں۔

ایسا ہی یسوعی کفارہ جو پادری صاحبان پیش کرتے ہیں اور دنیا بھر میں اس کی منادی کرتے ہیں۔ اس کا کوئی تذکرہ مسیح کے سوانح میں نہیں جو اناجیل میں مذکور ہیں۔ مسیح نے کبھی ایسا نہیں کہا۔ کہ دنیا کی نجات کا یہ ذریعہ ہے۔ کہ میں صلیب پر چڑھایا جاؤنگا اور مارا جاؤنگا۔ اور جو کوئی اس امر پر ایمان لائیگا۔ کہ میں اس کی خاطر مارا گیا۔ وہ بچ جائیگا۔ بلکہ ہر ایک جو نجات کا خواہشمند ہو کر یسوع کے پاس آیا۔ اس نے اس کو ایمان اعمال صالح اور نفسانی خواہشات کی قربانی کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے یسوع سے کہا۔ اے استاد میں کونسی نیکی کروں۔ تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اس نے اس سے کہا۔ کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے۔ نیک تو ایک ہی ہے۔ لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ تو حکموں پر عمل کر۔ اس نے اس سے کہا۔ کون سے حکموں پر یسوع نے کہا یہ کہ تو خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت کر رکھ۔ اس جوان نے اس سے کہا۔ کہ میں نے ان سب پر عمل کیا ہے۔ اب مجھ میں کس بات کی کمی ہے یسوع نے اس سے کہا۔ اگر تو کامل ہونا چاہتا ہے۔ تو جا اپنا مال واسباب بیچ کر غریبوں کو دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملیگا۔ اور آ کر میرے پیچھے ہولے۔ (متی باب ۱۹ آیت ۱۶)

اب ظاہر ہے کہ اگر کفارہ کا مسئلہ درست ہوتا۔ اور مسیح کے خیال و وہم میں بھی کوئی ایسی بات ہوتی۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ یسوع اس نجات اور کامل زندگی کے تلاش کنندہ کو یہ جواب دیتے۔ کہ اے مرد۔ میں عنقریب تمہارے گناہوں کا بوجھ اپنی گردن پر لیکر صلیب پر چڑھ جاؤں گا۔ اور تیری خاطر جان دوں گا۔ پس تو ایمان لا۔ کہ میں تیرے گناہوں کا کفارہ ہو گیا یہی تیرے لئے نجات کا ذریعہ ہوگا۔ مگر یسوع نے ایسا نہیں کہا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مسئلہ کفارہ بھی مسئلہ تثلیث کی طرح یسوع مسیح کی تعلیم میں داخل نہ تھا۔ بعد میں عیسائیوں کی من گھڑت یہ بات ہے ؛

ابتدائی عیسائی سب یہودی تھے

اس میں شک نہیں۔ کہ موجودہ عیسوی عقائد کی بنیاد پولوس نے بعد واقعہ صلیب ڈالی۔ ابتدائی عیسائی جو یسوع کے وقت کے تھے۔ اور جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ ۱۲۰ بتائی جاتی ہے۔ وہ سب اپنے آپ کو یہودی مذہب کا ایک فرقہ اور موسوی شریعت کا تابعدار یقین کرتے تھے۔ وہ عیسائی نہ کہلاتے بلکہ ناصری یا نصرانی کہلاتے تھے۔ کیونکہ یسوع مسیح ناصرہ کا رہنے والا تھا۔ اور ان کی جماعت ایک انجمن یا سوسائٹی کے رنگ میں تھی ان کا کوئی الگ مذہب نہ سمجھا جاتا تھا۔ جیسا کہ یسوع نے فرمایا۔ کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ حواری بھی صرف یہود میں وعظ و تبلیغ کرتے تھے۔ اور صرف یہودیوں کو اپنی جماعت اور کلیسیا میں داخل کرتے تھے۔ مسیح کے واقعہ صلیب کے بہت عرصہ بعد پولوس نے یہ بات سب سے پہلے نکالی۔ کہ غیر یہود کو بھی عیسائی بنایا جائے اور بپتسمہ دیا جائے۔ اور کلیسیاء میں شامل کیا جائے۔ اس مسئلہ میں پولوس کا پطرس اور دیگر حواریوں کے ساتھ ہمیشہ اختلاف رہا۔ ایک طرف حواری اور ان کے ہم خیال اور ساتھی تھے۔ دوسری طرف پولوس اور اس کے ہم خیال اور ساتھی تھے۔ حواریوں والی جماعت یہود کی طرح نماز روزہ اور دیگر اعمال مطابق توریت کے پابند تھے۔ پولوس کی جماعت ان امور کو چنداں فرض اور ضروری نہ جانتی تھی۔

غیر یہود عیسائیوں میں داخل ہونے لگے

سنہ ۵۹ یا سنہ ۶۰ میں پہلی کونسل پادریوں کی بیت المقدس میں منعقد ہوئی۔ جس میں یہ فیصلہ ہوا۔ کہ غیر قوموں کو عیسائی بنایا جا سکتا ہے۔ اور ان کے واسطے موسیٰ کی شریعت کی پابندی جائز نہیں پطرس وغیرہ حواری اس سے متفق نہ ہوئے۔ اور انہوں نے اپنا کام الگ جاری رکھا۔ مگر غیر قوموں کی جماعت روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ اور یہودی طرز کے عیسائی کم ہوتے گئے۔ مشرک حصہ نصاریٰ کے زور پکڑنے کے باوجود ایسے عیسائی ابتداء سے ہمیشہ موجود رہے جو

یسوع اور اس کے حواریوں کی طرح توحید پر قائم تھے۔ اور شریعت موسوی کے پابند۔ اور گو بعد کی صدیوں میں موسوی شریعت کی پابندی رفتہ رفتہ بالکل مفقود ہو گئی۔ تاہم موحد فرقے ہر زمانہ میں موجود رہے۔ اور مشرک عیسائیوں کے ساتھ ان کے مباحثات ہوتے رہے۔ چنانچہ اب بھی وہ فرقہ موجود ہے۔ وہ اپنے آپ کو یونی ٹے ری اَن کرسچی ان کہتے ہیں یعنی موحد عیسائی۔ یورپ امریکہ میں ان کے بہت سے گرجے اور مشن ہیں اور ہمارے مشنریوں کو ان سے عموماً بہت امداد ملتی ہے ؛

تمام عیسائی مورخ خود اس امر کے قائل ہیں۔ کہ غیر قوموں کا عیسائیت میں داخل کرنا پولوس کے الہام کے مطابق تھا۔

پولوسی مذہب

کئی ایک سمجھدار عیسائی خود اناجیل کا مطالعہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ کہ موجودہ مذہب عیسوی کے عقائد پولوس کے بنائے ہوئے ہیں۔ نہ کہ مسیح کے۔ چنانچہ ایک صاحب نے اس مضمون پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ جس کا نام ہے پولوس یا یسوع یعنی ہم پولوس کا کہنا مانیں یا عیسیٰ کا۔ کیونکہ ہر دو ایک دوسرے کے متضاد کہتے ہیں۔ اور ایک صاحب نے اسی مضمون کو ایک ناول کی صورت میں لکھا ہے۔ کہ یسوع صلیب سے بچ کر خفیہ طور پر اسی ملک میں پھرتا تھا۔ اتفاقاً ایک دفعہ پولوس کے ساتھ کسی راہ میں ہم سفر ہوا۔ مگر اپنا آپ ظاہر نہ کیا۔ کہ میں کون ہوں۔ پولوس نے اسے دین عیسوی کے عقائد سنانے شروع کئے۔ کہ یسوع نے ہم کو یہ تعلیم دی تھی۔ یسوع پولوس کی باتوں کو سن کر حیران ہوتا اور اپنے دل میں تعجب کرتا۔ کہ میں نے تو کبھی ایسی باتوں کی تعلیم نہیں دی۔ یہ شخص کیا کہہ رہا ہے۔ اور میری طرف کیسے غلط عقائد منسوب کر رہا ہے۔ اس کتاب کا نام ہے Brook Kerith اس کے مصنف پر بعض عیسائیوں نے توہین مذہب کی نالش بھی کی تھی۔ مگر وہ ناکام رہے۔ اس کے مصنف کا نام جارج مور ہے George Moore کتاب کو شائع کرنے والی ولیم ہائینمان کمپنی ہے کتاب انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجنس مصنفہ مسٹر مورس اے کمپنی کے صفحہ ۹۹ میں یہ صاف اقرار کیا گیا ہے۔ کہ یسوع نے دنیا کے سامنے ایک سادہ سا مذہب پیش کیا تھا۔ مگر اسے یہودی اور رومی لوگوں کے مطابق حال بنانے کے واسطے پولوس نے اسے کسی حد تک بدلا دیا۔ اور اس میں تبدیلی کر دی۔ یہ کتاب رٹلیج کمپنی نے لنڈن میں ۱۹۲۶ء میں شائع کی۔ اس کے اصل انگریزی الفاظ یہ ہیں :-

"The Religion of Jesus was simple. In ader to adapt it to Graeco-Roman world the apostle Paul to some extent elaborated transformed it.

توحید کے قائل بھی عیسائیوں میں ہمیشہ موجود رہے

اگرچہ پولوس نے تثلیثی عقائد کی بنیاد رکھی تھی۔ مگر اس امر کی کوئی وضاحت نہ تھی۔ اور عموماً مسیح کو انسان اور خدا کا روحانی بیٹا جیسا کہ اور بھی روحانی بیٹے ہوتے، مانا جاتا رہا۔ اور عیسائی کچھ یہودی طرز کے اور کچھ یہودیت سے آزاد ہوتے رہے۔ اور عیسائیوں کے بشپ اور دیگر بنی کارکن خلقت کی خیر خواہی کے کام کرتے رہے اور بعض غلط فہمیوں کے سبب دکھ بھی اٹھاتے رہے۔ اور بہتیرے شہید بھی ہوئے۔ لیکن انہوں نے اپنا نیک کام جاری رکھا۔ اور اسی حالت میں تین سو سال کے قریب عرصہ گزر گیا۔ اسی اثنا میں بعض ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جنہوں نے مسیح کو خدا ماننا شروع کیا لیکن دوسرے ان کو غلو کرنے والے سمجھتے رہے اور جلد جلد کام ہوتا رہا۔ اس طرح تین صدیاں گزر گئیں۔ اور اس عرصہ میں قسطنطین رومی بادشاہ ۳۱۲ء میں عیسائی ہو گیا۔ جس نے اپنے پرانے بت پرستی کے عادات و رسومات کے مطابق سؤر کا کھانا جائز رکھا۔ اور عبادت کا دن بجائے سبت کے آیت وار مقرر کر دیا۔ اپنے آپ کو نہ صرف دنیوی بادشاہ بلکہ دینی سردار بھی منوایا۔ اور تمام دینی مسائل کا آخری فیصلہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اور بشپوں کا تقرر و تنزل بھی اسی کے اختیار میں تھا۔ پادری صاحبان اگرچہ جانتے تھے۔ کہ یہ باتیں ہمارے دین کے خلاف ہیں مگر اس خوشی اور فائدہ کے لحاظ سے کہ ایک بادشاہ عیسائی ہو گیا ہے اور اس سے عیسائیت کو تقویت ملے گی۔ انہوں نے ان سب بدعتوں اور خلاف عقیدہ باتوں کو برداشت کیا۔ اور تسلیم کر لیا ؛

ناستک فرقے

ابتدائی تین صدیوں میں جو عیسائی فرقے مسیح کی الوہیت کا صفائی سے انکار کرتے رہے۔ ان کو اب ناستک فرقے کہا جاتا ہے اور ان کے مشہور مصنف طرطالیون اور ہی گن۔ یوسی بی اس ہیں جو مسیح کو انسان سمجھتے۔ اور اس کی الوہیت کا برابر انکار کرتے رہے صرف یہی نہیں۔ کہ مسیح کی الوہیت پر اختلاف رہا بلکہ اور عقائد بھی اکثر ایسے ہیں۔ جو بہت بعد میں مسیحی عقائد کی فہرست میں شامل کئے گئے۔ چنانچہ آپ تعجب کریں گے۔ کہ مریم کے بے گناہ پیدا ہونے کا مسئلہ جسے انگریزی میں Immaculate Conception کہتے ہیں اٹھارہ سو سال تک عیسائی عقائد کی فہرست میں داخل نہ تھا۔ اور پہلی دفعہ ۱۸۵۴ء میں پوپ پالیس نوہم نے اسے فہرست عقائد میں داخل کیا۔

بعض مسائل اس قسم کے بھی ہیں جن کو پہلی کونسلوں نے رد کیا۔ اور بعد میں آنے والی کونسلوں نے منظور کر کے اپنے اندر داخل کر لیا۔ چنانچہ مسئلہ ہوموثرن Homoiision جسے تیسری صدی کے وسط میں کونسل انطاکیہ نے رد کر دیا تھا۔ اسے بعد میں کونسل نیس نے منظور کر کے داخل عقائد عیسویت کر دیا اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ عشاء ربانی میں روٹی اور شراب جو پیا جاتا ہے وہ فی الحقیقت مسیح کا گوشت اور خون بن جاتا ہے۔ ایسا ہی Purgatory یعنی گناہ گار مومنوں کا کچھ عرصہ کے واسطے جہنم میں پڑا رہنا تاکہ وہ پاک صاف ہو جائیں۔ ہیومن Sins Nature یعنی آدم کے گناہ کے سبب سب انسانوں کا گناہ گار ہو جانا۔ اور Mother of God یعنی مریم کا خدا کی ماں ہونا یہ مسائل سب بعد میں گھڑے گئے۔ اور عیسوی عقائد میں شامل کئے گئے۔ ابتدائی عیسائی ان مسائل سے بالکل بے خبر اور ناواقف تھے۔

فہرست کتب ممنوع

عیسائیوں کے اہم عقائد میں اس قدر باہمی اختلاف ہوتا رہا کہ رومن کیتھالک فرقے نے پوپوں سے ایسی کتابوں کو جو ان کے فرقہ کے ہم خیال نہ تھیں۔ ممنوع قرار دیا۔ کہ کوئی کیتھالک ان کتابوں کا مطالعہ نہ کرے ؛

باپ بیٹے میں جھگڑا

عقیدہ تثلیث کے ارتقاء میں باپ اور بیٹے کے مدارج کے متعلق بہت سے جھگڑے ہوتے رہے۔ اور کئی ایک کونسلیں ایسے ہی عقائد کے متعلق تصفیہ کے واسطے منعقد ہوتی رہیں۔ چوتھی صدی میں ۳۵۵ء میں جو سیریم کونسل ہوئی۔ اس تک تو یہی فیصلہ رہا۔ کہ باپ اور بیٹا دونوں خدا ہیں۔ مگر باپ بیٹے سے بڑا ہے۔ لیکن ۳۸۱ء کی کونسل نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ باپ اور بیٹا ہر دو برابر ہیں۔ گویا موجودہ عقیدہ عیسویت متعلق الوہیت مسیح کو بننے اور مکمل ہونے میں قریباً چار سو سال لگے۔ ان کونسلوں میں مذہبی عقائد تدریجاً بنتے اور ٹوٹتے رہے اور ایسی کونسلیں دو چار نہیں۔ بلکہ بیسیوں ہوئیں۔ اور وہی عیسوی عقائد کی قسمت کا فیصلہ کرتی رہیں۔ ان میں سے ہم بطور نمونہ کسی مشہور کونسلوں کا ذکر کرتے ہیں۔

کونسلوں کی فہرست اور ان کے فیصلے

۱۔ یروشلم ۵۹ء۔ بغیر یہود کو عیسائی بنایا جا سکتا ہے۔ قبل اس کے صرف یہود کو عیسائی بنایا جا سکتا تھا۔ یہ فیصلہ پولوس نے اپنے ایک خواب کی بنا پر کرایا۔ مسیح کے حواریوں کا جو اس وقت تک زندہ تھے۔ اس سے عموماً اختلاف رہا۔ اور اس طرح عیسائیوں میں اختلاف کی پہلی بنیاد پڑی۔

۲۔ اکونیم۔ دوسری صدی۔ اس کونسل میں یہ فیصلہ ہوا۔ کہ مرتدین کو نیا بپتسمہ دینے کی ضرورت نہیں صرف ان کے واسطے حکم استقلال منظور کرنے کی ضرورت ہے،

۳۔ قسطنطنیہ ۲۳۳ء۔ یہ کونسل مونٹے نسٹ تحریک کے خلاف ہوئی جس کی تائید میں دو عورتیں کھڑی ہوئی تھیں۔ جو نبوت کا دعویٰ کرتی تھیں ان کا نام پرسکلا اور میکس ملا تھا۔ اس تحریک کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ مسیح جلد آنے والا ہے۔ اور شہر نیو یروشلم Repuza میں ایک ہزار سال سلطنت کرے گا کونسل نے اس تحریک کو مردود قرار دیا ؛

۴:۔ نائسیہ سنہ ۲۵۱ء۔ اس کونسل میں یہ فیصلہ ہوا۔ کہ جو لوگ ایذا رسانی سے ڈر کر مرتد ہو گئے ہوں۔ وہ اگر توبہ بھی کریں۔ تب بھی انہیں زیر عتاب رکھا جائے۔ اور بستر مرگ پر پڑنے سے قبل داخل کلیسا نہ کیا جائے۔

۵:۔ ایلویرا سنہ ۳۰۶ء۔ اس کونسل میں عام اخلاق کے بارے میں کچھ قوانین پاس ہوئے۔

۶:۔ آرلس سنہ ۳۱۴ء۔ ایک بشپ صاحب تھے جن کا نام سلسلین تھا۔ انہوں نے تلاش کر کے ایسی کتابیں جمع کیں جو عموماً بدعات پر لکھی جاتی تھی۔ اور ان کتب کو حکام قسطنطین کے حوالہ کیا تاکہ ان کو ضبط اور تلف کیا جائے عوام بشپ کے اس فعل سے ناراض ہو کر اس کے مخالف ہو گئے۔ اور پادریوں نے اس کے خلاف فتویٰ لینے کے واسطے کونسل کی۔ مگر کونسل نے بشپ سلسلین کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

۷:۔ نائسیہ سنہ ۳۱۵ء۔ اس کونسل میں یہ کوشش کی گئی کہ رائج الوقت مختلف عقائد کو جمع کر کے ان میں سے صحیح عقائد کو الگ کیا جائے۔ مگر اس میں چنداں کامیابی نہیں ہوئی۔

۸:۔ نائسیہ سنہ ۳۲۵ء۔ اس کونسل میں ۱۵۰۰ ڈیلی گیٹ ۳۰۰ بشپ جمع ہوئے۔ یہ کونسل تین ماہ تک ہوئی جسمیں فرقہ اے ری اس کے خلاف تقریریں ہوئیں۔ یہ فرقہ مسیح کی الوہیت کا منکر تھا اس سے ظاہر ہے۔ کہ چوتھی صدی تک بھی اس امر کی وضاحت پورے طور پر نہ ہوئی تھی۔ کہ مسیح کی الوہیت کس درجہ اور مقام کی ہے۔ اس کونسل میں یہ حکم دیا گیا۔ کہ جو لوگ الوہیت مسیح کے قائل نہیں۔ اور فرقہ اے ری اس کی طرح مسیح کو مخلوق اور فنا ہونیوالی ہستی مانتے ہیں۔ ان کو کلیسا سے خارج کر دیا جائے۔ اور ان کی کتابیں جلا دی جائیں۔

۹:۔ نائسیہ سنہ ۳۲۵ء۔ یہ کونسل بھی اے ری ان فرقہ کے خلاف قسطنطین بادشاہ کے زیر صدارت ہوئی۔

۱۰:۔ صور سنہ ۳۳۵ء۔ بشپ اتھناسیس کے خلاف یہ کونسل قائم ہوئی۔ اور اس پر سیاسی الزامات لگائے گئے۔ کہ اس نے شاہ وقت کی مخالفت کی ہے۔

۱۱:۔ انطاکیہ سنہ ۳۳۹ء۔ اس کونسل میں اسی فیصلہ کو پھر دہرایا گیا جو چار سال پہلے صور میں دیا گیا تھا۔

۱۲:۔ آرلس سنہ ۳۴۰ء۔ یہ کونسل ۵۰ بشپوں کے مجمع کی تھی جس نے اتھناسیس کے خلاف مذکورہ کونسلوں کے فیصلہ جات کو رد کر دیا۔ اور بشپ مذکور کو الزامات سے بری قرار دیا

۱۳:۔ سارڈیا سنہ ۳۴۳ء۔ اس کونسل میں ساٹھ بشپ جمع ہوئے۔ اور انہوں نے بھی اتھناسیس کو بری قرار دیا۔

۱۴:۔ سی ری آن سنہ ۳۵۶ء اس کونسل میں یہ فیصلہ ہوا۔ کہ صرف باپ خدا ہے بیٹا خدا نہیں۔ اور باپ بیٹے سے ہر صورت میں بڑا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ چوتھی صدی کے وسط تک عیسائیوں میں موحد لوگ کثرت سے تھے۔ اور بڑے بڑے بشپ فرقہ توحید پر قائم تھے۔

سنہ ۳۴۰ء تا سنہ ۳۶۰ء سالہائے درمیانی سنہ ۳۴۰ء و سنہ ۳۶۰ء کے درمیان کونسلز کی جماعت نے ستر ۱۷ دفعہ اپنے عقائد میں تبدیلیاں کیں۔ کیونکہ کسی یقین پر جمنے کے واسطے ان کے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا محض وہم اور دلی خیالات سے نئے نئے عقائد بنائے جا رہے تھے

۱۶:۔ بمقام قسطنطنیہ سنہ ۳۸۱ء میں بادشاہ نے پھر ایک کونسل کا انعقاد قسطنطنیہ میں کیا جس میں پھر الوہیت مسیح کے عقیدہ کا فیصلہ کیا گیا۔ کہ وہی صحیح اور درست ہے

۱۷:۔ کونسل رام سنہ ۳۷۳ء میں منعقد ہوئی جس نے اپولی نے ری ان فرقے کے خلاف فیصلہ کیا گیا۔ یہ فرقہ مسیح کی کامل الوہیت کا منکر تھا۔ اور اس کونسل میں روح القدس کی الوہیت کو واضح کیا گیا جو اب تک دھندلی تھی۔

۱۸:۔ سکندریہ سنہ ۴۳۰ء یہ کونسل اس امر کے متعلق ہوئی۔ کہ بہت لوگ کہتے تھے۔ کہ مریم خدا کی ماں ہے۔ آیا یہ ٹھیک ہے۔ یا نہیں بشپ نسطورلیس اور ان کی جماعت اس عقیدہ کے خلاف تھی۔ کہ مریم کو خدا کی ماں کہا یا پکارا جائے۔ مگر اس کونسل میں نسطورلیس کے خلاف فیصلہ ہوا۔ تاہم بہت سے بشپ نسطورلیس کے ہم خیال تھے۔

۱۹:۔ افسس سنہ ۴۳۱ء میں پھر ایک کونسل منعقد ہوئی۔ اس نے بھی نسطورلیس کے خلاف فیصلہ کیا۔ اور اس پر بارہ لعنتیں منظور کیں۔

افسس کی تیسری کونسل نے بھی پوری طرح فیصلہ نہ کیا۔ کہ مسیح کی الوہیت کس درجہ کی ہے

۲۰:۔ قسطنطنیہ سنہ ۴۴۸ء میں پھر ایک کونسل ہوئی۔ اور فیصلہ ہوا۔ کہ مسیح کی انسانیت وہمی اور خیالی نہ تھی۔ بلکہ حقیقی تھی۔ اور مسیح کی ایک ذات میں دو فطرتیں تھیں

۲۱:۔ چالسی ڈن سنہ ۴۵۱ء میں کونسل ہوئی جس میں ۶۳۰ بشپ موجود تھے۔ افسس کی کونسل کے فیصلے اس میں منسوخ کر دیئے گئے۔ اور بعض بشپوں نے اقرار کیا۔ کہ افسس کی کونسل میں انہوں نے مخالفوں کے تشدد سے خوف کھا کر دستخط کر دیئے تھے۔ اس کونسل نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ مسیح کی انسانیت بھی کامل تھی۔ الوہیت بھی کامل تھی

۲۲:۔ قسطنطنیہ سنہ ۶۸۰ء اس کونسل نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ فرقہ Monothelites مناسلیہ کافر ہے فرقہ مناسلیہ کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ یسوع خدا بھی تھا۔ اور انسان بھی مگر اس کی مرضی ایک ہی تھی۔ بلحاظ خدائی اور انسانیت اس کی دو مرضیاں نہ تھیں اس فرقہ کے لوگ اب تک کوہ لبان Lebanon میں پائے جاتے ہیں

ان کونسلوں کی تاریخ سے یہ ظاہر ہے۔ اور عیسائی مورخ خود اسبات کے قائل ہیں۔ کہ چوتھی اور پانچویں دو صدیاں ان بحثوں میں صرف ہوئیں۔ کہ مسیح کی شخصیت بلحاظ الوہیت وانسانیت کیا ہے۔ اور پانچویں صدی کے آخر تک جو عقائد قائم ہوئے آج عیسائی مشنری شائع کر رہے ہیں۔ کہ یہ مذہب مسیح کا اور اس کے حواریوں کا تسلیم کیا جاتا ہے۔ جو مسیح کے مرنے کے پانچسو سال بعد ایسے لوگ بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ جو نہ مسیح کے حواری تھے۔ نہ خود صاحب الہام و کشف تھے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے جھگڑنے اور الزام لگانے اور تشدد کرنے اور لعنتیں کرنے میں مصروف رہتے تھے

پانچویں صدی کے بعد بھی کئی ایک کونسلیں ہوئیں۔ اور عیسوی عقائد کے متعلق بہت کچھ گھڑت اور کاریگری ہوتی رہی ہے مگر اختصار کی خاطر ان کے ذکر کو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔

عیسائی عقائد میں تغیر کے اسباب

پس عیسائی عقائد کا بننا اور ڈھلنا کبھی اس لحاظ سے نہیں ہوا۔ کہ حکم الٰہی کیا ہے۔ یا خود مسیح نے کیا فرمایا ہے۔ یا مسیح کے حواری کیا مانتے اور کس پر عمل کرتے تھے۔ بلکہ عیسائی عقائد ہمیشہ موقعہ کی مناسبت کے لحاظ سے اور ان لوگوں کے تعلقات کے لحاظ سے جو عیسائیت میں داخل ہونے کیواسطے بلائے جا رہے تھے تغیر پاتے رہے۔ پولوس نے جب دیکھا کہ غیر قوموں کو توریت اور شریعت موسوی کا منوانا مشکل ہے۔ تو اس نے کہا۔ اس کی ضرورت ہی نہیں تم صرف مسیح کو مان لو۔ اور اخلاقی تعلیم کو سچ سمجھو بس یہی کافی ہے زمانہ قسطنطین میں پادریوں نے جب دیکھا۔ کہ بغیر سور کھانے اور اتوار کا گرجا رائج کرنے کے بادشاہ عیسائی نہیں ہو سکتا۔ تو انہوں نے کہا کھانے میں کیا پڑا ہے۔ اور دن سب خدا کے ہیں۔ ہفتہ کیا۔ اور اتوار کیا۔ ایک بادشاہ عیسائی ہوتا ہے۔ ہونے دو۔ اور ایسی باتوں کی پرواہ نہ کرو۔ اسی کے مطابق آجکل بھی پادری صاحبان حسب ضرورت ایسی ناجائز کارروائیاں کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک گاؤں میں چوہڑوں نے اصرار کیا۔ کہ ہم تو اپنے قدیمی دیوتا بالمیک کی پرستش کریں گے اس کے سوائے اور کسی کو نہیں جانتے۔ تو پادریوں نے انہیں کہا۔ کہ بالمیک نے اب یسوع کا نام اختیار کر لیا ہے بس بالمیک اور یسوع ایک ہی ہے کچھ فرق نہیں اور اس دھوکے سے انہیں عیسائیت میں شامل کیا۔

ایام کے ناموں کی وجہ تسمیہ

اسی ضمن میں اس امر کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ جس ملک کے لوگ عیسائی ہوتے۔ وہ اپنے پہلے مذہب کی روایات پر عملدرآمد کو عموماً قائم رکھتے۔ چنانچہ ۲۵ دسمبر کی عید میلاد بھی دراصل بت پرستوں کے خاص میلے کے ایام تھے صرف نام تبدیل کر کے وہی رسومات جاری رکھی گئیں۔ اور اب تک یورپ و امریکہ کی عیسائی دنیا میں دنوں کے نام پرانے دیوتاؤں کے نام پر چلے آتے ہیں ابتداً مصری لوگوں نے اپنے دنوں کے نام دیوتاؤں کے نام پر رکھے تھے سیکسن قوموں نے ان ناموں میں تھوڑا تغیر کر کے اپنے دیوتاؤں کے نام پر نامزد کیا جن سے موجودہ انگریزی نام بنے۔

مسلم لیگ کی مخالفت اور مسلمانوں کا فرض

سر مولوی محمد یعقوب کا اہم مضمون

آل انڈیا مسلم لیگ کو اپنا سالانہ اجلاس منعقد کرنے میں جو دشواریاں دہلی میں ۱۶ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۳ء کو پیش آئیں وہ پہلی مرتبہ نہ تھی بلکہ اس سے بیشتر کئی مرتبہ لیگ کے مخالفوں نے اس کو توڑنے اور اس کے جلسوں کو ناکام بنانے میں سعی اور کوشش کا کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ لیگ کے ابتدائی زمانے میں جب کہ تقریباً انہیں حالات میں جو اس وقت ملک میں رونما ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا خاص اجلاس بمقام بمبئی زیر صدارت مسٹر مظہر الحق مرحوم قرار پایا تھا۔ اس وقت بھی غنڈوں کی کثیر جماعت کو اسی طرح لیگ کے خلاف ابھارا گیا تھا اور انہوں نے عین جلسہ کے وقت جلسہ گاہ میں گھس کر اجلاس کو درہم برہم کر دیا تھا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ اور لکھنؤ میں گروہ مخالف نے لیگ پر نرغہ کیا اور کورم نہ ہونے کی وجہ سے اس اجلاس کو ملتوی کرنا پڑا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اس مرتبہ دہلی میں مخالفین کا ہجوم بمقابلہ بمبئی اور لکھنؤ بہت زیادہ اور بہت قوی اس وجہ سے ہوا کہ علم بغاوت مذہب کے نام سے بلند کیا گیا تھا۔ اور یہی امر سب سے زیادہ باعث شرم اور قابل نفرت ہے۔ مسلمانان ہند کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور آئندہ کے واسطے اس فتنہ پرداز کا سدباب کرنا چاہیئے۔ ورنہ مسلمانوں کا تمام قومی شیرازہ بکھر جائے گا۔ اور ان کے سیاسی حقوق کا قلعہ پاش پاش ہو جائے گا۔ مسلم لیگ سے کسی کو اس کے سیاسی مسلک یا طرز عمل کی وجہ سے مخالفت ہو یا منافقت ہو اور بات ہے لیکن جیسا پردے کی آڑ میں اس مرتبہ مسلم لیگ پر حملہ کیا گیا وہ مسلمانان ہند کی سیاسی زندگی کو خاک میں ملا دینے والا ہے۔

اسلامی فرقوں کو مسلمانوں سے الگ نہ کرو

اگر آج ہم قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے ان کو اپنی سیاسی جد وجہد کے دائرہ سے علیحدہ کئے دیتے ہیں تو کل لازمی طور پر وہ گورنمنٹ سے درخواست کریں گے۔ کہ مسلمان ہمیں اپنے سے علیحدہ کئے دیتے ہیں۔ لہٰذا ہماری جماعت کی ایک جداگانہ اقلیت قائم کر کے ہمارے واسطے جداگانہ حقوق دیگر مسلمانوں سے علیحدہ بذریعہ جداگانہ انتخاب مخصوص کئے جائیں۔ اور اگر جیسا کہ اس مرتبہ زور زور سے کہا گیا کہ قادیانی گورنمنٹ کے چہیتے ہیں ضرور گورنمنٹ ان کے اس مطالبہ کو منظور کرے گی۔ اور مسلمانوں کے حصے میں سے کاٹ کر ان کو علیحدہ حصہ دیا جائے گا۔ اسی طرح کل کو شیعہ پھر خوجے اور بوہرے ہر ایک علیحدہ علیحدہ اپنے جداگانہ حقوق کا بذریعہ انتخاب جداگانہ مطالبہ کریں گے۔ تو ایسی حالت میں مسلمانوں کے قومی مطالبات کا کیا حشر ہوگا۔ گورنمنٹ کو بجز اس کے کوئی چارہ نہ رہیگا کہ مسلمانوں کے جداگانہ حقوق کو تسلیم کرنے سے قطعی انکار کر دے۔ اور ہندو اکثریت کے گرداب میں پھنس کر مسلمان ہندوستان میں گمنام اور صفحہ ہستی سے معدوم ہو جائیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی خطرہ مسلمانوں کے واسطے نہیں ہو سکتا۔ اور برادران وطن کو مسلمانوں کے حقوق کو غصب کرانے کے لئے اس سے زیادہ قوی کوئی دلیل نہیں مل سکتی۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کو اس وقت ہندوستان میں اپنی آٹھ کروڑ آبادی پر ناز ہے اور اسی کے تناسب سے ہم اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر قادیانی، شیعہ، خوجے، بوہرے اور تمام دیگر فرقے مثلاً اہل قرآن اور اہلحدیث سب کے سب جیسا کہ علماء کرام ہمیشہ سے فتوے دیتے چلے آئے ہیں۔ دائرہ اسلام سے خارج کر دیئے جائیں۔ تو خالص مسلمانوں کی آبادی ہندوستان میں کس قدر رہ جائیگی۔ اور ان کے سیاسی مطالبات کی کیا گت ہو گی۔

اشتراک عمل کی مختلف حدود

کہا جاتا ہے کہ اشتراک عمل کی کوئی حد قائم ہونی چاہیئے۔ میں کہتا ہوں کہ اشتراک عمل کی مختلف حالتیں اور مختلف صورتیں ہیں اور ہر حالت کے واسطے اشتراک عمل کی علیحدہ علیحدہ حدود قائم کی جائیں گی۔

مذہبی معاملات ہی کو لے لیجئے۔ نماز میں اقتدار اور امامت کے واسطے جو حدود قائم کی گئی ہیں وہ ان حدود سے بالکل مختلف ہیں۔ جو باہمی معاشرت و مناکحت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اسی طرح دنیوی معاملات میں مثال کے طور پر اگر کہیں اسلامی حکومت میں کفار پر جزیہ قائم کیا جائے تو قادیانیوں کو کفار کے زمرے میں شامل کر کے جزیہ نہیں قائم کیا جائیگا۔ اسی طرح سیاسی معاملات ہیں جن میں اسلام کا دائرہ نہایت ہی وسیع ہے اور صرف لفظ "مسلم" اس کی حد قائم کرتا ہے ہر وہ شخص اور ہر وہ جماعت جو اپنے آپ کو مسلمان کہے اس کے اندر داخل ہے ان میں سے کسی کو سیاسی حلقہ اسلام سے خارج کرنا سخت خطرناک، اور مہلک ثابت ہوگا۔

ہندوؤں کی ناپاک مسرت

جو جماعت دہلی میں اس وقت صدارت لیگ کے مسئلہ میں مخالفت کا طوفان بپا کر رہی تھی یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے آج تک لیگ کی جانب کبھی کسی قسم کی توجہ نہیں کی۔ بلکہ مولانا احمد سعید صاحب کا خط شائع ہونے سے قبل ان میں سے ۹۹ فیصدی کو یہ معلوم بھی نہ تھا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر دفتر دہلی میں ہے اور یہ کہ اس کا سالانہ اجلاس دہلی میں منعقد ہونے والا ہے اور اس کے صدر جناب چودہری ظفر اللہ خانصاحب ہوں گے۔ پھر اس کی کیا وجہ تھی کہ دفعتہً ان کو مسلم لیگ کی طرف اس قدر میلان خاطر ہو گیا اور وہ اس کو مسلمانوں کی دیرینہ سیاسی انجمن تسلیم کر کے اس کی اسلامی شان کو محفوظ رکھنے کے واسطے سینہ سپر ہو گئے۔ اس کے ساتھ جب آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ دہلی کے ہندو اخبارات لیگ کی مخالف تحریک کو کس طرح پر مسرت کے لہجے میں اصل سے بہت چڑھا بڑھا کر دکھا رہے تھے اور بجائے غنڈوں کی سفیہانہ حرکات پر ملامت کرنے کے ان کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کر رہے تھے تو صاف آپ اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔ کہ مخالفت کی تہ میں، پس پردہ کس کا ہاتھ کام کر رہا تھا۔ اور اسکی اصل غایت کیا تھی۔

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے جفا کاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

لیکن خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ حق کی فتح اور باطل کی شکست ہوئی۔ ہندو اخبارات لیگ کے اجلاس کو حقارت سے ساقط دکھانے کی کیسی ہی کوشش کریں۔ مگر ان کے دل جانتے ہیں کہ ہمارا یہ اجلاس کس قدر کامیاب اور بہتم بالشان تھا۔ لیگ نے اس موقعہ پر جو تجاویز پاس کی ہیں۔ ان کے پڑھنے اور چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا فاضلانہ خطبۂ صدارت دیکھنے کے بعد ہر ایک دردمند مسلمان تسلیم کریگا کہ اگر لیگ اس موقعہ پر خاموش رہتی تو وہ آئندہ کبھی مسلمانوں کی نیابت کا دعویٰ نہیں کر سکتی تھی۔ اور اس وقت کی ہماری خاموشی مسلمانوں

کے قومی مفاد کے لئے کس قدر باعث منفعت تھی ۔۔

مسلم اکابر اس ہنگامے کے مخالف ہیں

یہ امر قابلِ اطمینان اور باعثِ مسرت ہے کہ دہلی کے مسلم اکابر اور ممتاز علماء میں سے کسی ۔ نے لیگ کی مخالفت میں کوئی حصہ نہیں لیا ۔ بلکہ وہ سب اس طوفان بے تمیزی کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھ رہے تھے ۔ حتیٰ کہ جناب ڈاکٹر انصاری صاحب اور مولانا ابوالکلام آزاد صاحب بھی جن کا سیاسی مسلک مسلم لیگ کے مسلک سے بالکل علیحدہ ہے مخالفین لیگ کی اس حرکت کو نہایت ناپسندیدہ خیال کرتے ہیں

یہ اسلامی عصبیت کی حفاظت کا مسئلہ ہے

بہر حال لیگ کا اجلاس تو ہو گیا اور خدا نے اس مخالفت کی وجہ سے لیگ کی قوت عمل میں ایک نئی روح پیدا کر دی ۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آئندہ کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے ۔ اور اسلام کے دشمن جو اسلام کی مخالفت خود مسلمانوں کے ہاتھوں سے کراتے ہیں اس کا کس طرح سدباب کیا جائے ۔ یہ مسلم لیگ کا مسئلہ نہیں ہے یا چوہدری ظفر اللہ خاں کی صدارت کا معاملہ نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی قومی عصبیت کا مسئلہ ہے ۔ مسلم لیگ کے طریقہ کار سے کسی کو اتفاق ہو یا نہ ہو لیکن تمام اکابر اہل اسلام کا اور مسلم اخبارات کا یہ فرض ہے کہ وہ ہمت اور جرأت سے کام لیں اور صاف طور پر اس بات کو ظاہر کر دیں کہ سیاسی معاملات اور سیاسی انجمنوں کے سلسلہ میں اس قسم کی جھوٹی مذہبی دست اندازی کسی طرح روا نہیں رکھی جا سکتی ۔ اور جو ملت فروش اعدائے اسلام کے کیمپ میں رسوخ اور سرخروئی حاصل کرنے کے واسطے اسلامی رواداری کو مٹانا چاہتے ہیں مسلمانوں کا کوئی طبقہ اور کوئی جماعت ان کے ساتھ شرکتِ عمل کرنے کو تیار نہیں ہے اگر ہم نے اس وقت ہمت و جرأت سے کام نہ لیا اور فتنہ کے اس سوراخ کو ابتدا ہی سے بند نہ کر دیا تو مجھے قوی اندیشہ ہے کہ اس کے زہریلے اثرات تمام سیاسی اور قومی تحریکات کا خاتمہ کر دیں گے ۔

سرچشمہ باید گرفتن بہ میل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

مسلمانانِ کشمیر پر مظالم کی داستان

مڈلٹن کمیٹی میں شیخ محمد عبداللہ صاحب کا بیان

29

شیخ محمد عبداللہ صاحب نے مڈلٹن کمیٹی کمیشن کے سامنے جو شہادت انگریزی میں دی اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے

شیخ صاحب نے کہا کمیشن کے دائرہ اختیارات میں فسادات کے اسباب کی تحقیقات بھی شامل ہے چونکہ ریاست کشمیر کے اپنی مفروضہ عنایات کا بہت ڈھنڈورا پیٹا ہے اس لئے میں ان کا اجمالاً تذکرہ کرنا مناسب خیال کرتا ہوں ۔ ریاست کے مسلمانوں کو حکام ریاست کے غیر مساویانہ سلوک کا بہت احساس ہے ۔ انہیں جان بوجھ کر ملازمتوں سے محروم رکھا جاتا ہے ۔ اور خوش قسمتی سے کوئی مسلمان ریاست کی ملازمت میں داخل بھی ہو جائے تو اس کے ساتھ ایسا توہین آمیز اور سوتیلے کا سا سلوک کیا جاتا ہے ۔ کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو اور اپنی ملازمت کو غیر محفوظ خیال کرتا ہے مسلمان ملازموں کے خلاف جھوٹے مقدمات بنائے جاتے ہیں ۔ اور اکثر مسلمانوں کو معمولی وجوہ پر برخاست کر دیا جاتا ہے ۔ بعض ایسی مثالیں موجود ہیں ۔ کہ ایک واقعی قابل مسلمان امیدوار کو ایک ناقابل ہندو امیدوار کے مقابلہ میں جواب دے دیا گیا ۔ ریاست نے مسلمانوں کی شکایات کا تدارک کرنے کے بجائے ان کو خاموش رہنے پر مجبور کیا ۔

پہلا میموریل

سر ایلبین بنرجی نے عین موقعہ پر اپنا بیان شائع کرایا اسے دیکھ کر مسلمانوں نے اپنے دعاوی پہلے سے زیادہ زور سے سامنے پیش کئے ۔ چنانچہ ریاست کے مسلمانوں کے نمائندوں کی طرف سے مجمل طور پر مسلمانوں کے مطالبات ہز ہائی نس کی خدمت میں بطور میموریل پیش کئے گئے ۔

ہندو حکام کا اغماض

ریاست کے حکام جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ۔ عموماً ہندو ہیں ۔ وہ مسلمانوں کے خلاف حکمت عملی پر کاربند رہتے ہیں ۔ غریب تباہ حال مسلمان جو پہلے ہی مفلوک الحال ہو رہے تھے رشوتیں دینے پر مجبور ہوتے رہے ۔ اور اس طرح روز بروز ان کی مشکلات میں اضافہ ہوتا گیا ۔ اور جب معاملہ انتہا کو پہنچ گیا تو عرض داشتیں پیش کی گئیں ۔ لیکن ان پر کوئی توجہ نہ دی گئی ۔

اخبارات سے استعانت کا نتیجہ

جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ریاست کو اپیل کرنے کے باوجود ان کی حالت بہتر ہونے کی کوئی صورت نہیں تو انہوں نے اسلامی اخبارات کے ذریعے اپنی شکایات پیش کرنی شروع کر دیں ۔ یہ بات حکام ریاست کو بے حد ناگوار گذری ۔ چنانچہ انہوں نے ذمہ دار اسلامی اخبارات کا ریاست کے اندر داخلہ ممنوع قرار دے دیا اور ہمیں اپنی حالت کے متعلق دوسرے مقامات کے رہنے والے بھائیوں کے افکار کے مطالعہ سے بھی محروم کر دیا گیا ۔

قرآن کریم کی توہین

اس تشدد آمیز کارروائی کے بعد فوراً یہ خبر ملی کہ ایک ہندو پولیس افسر نے خطبہ اور قرآن کریم کی توہین کی ہے ۔ اس موقع پر میں یہ امر ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلمان تمام بے عزتی برداشت کر سکتے ہیں لیکن اپنے مذہب کے خلاف کسی توہین کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا ۔ اگر کوئی شخص اس کے سامنے اس کے مقدس مذہب پر حملہ کرے ۔ تو مسلمان کے لئے زندگی وبال ہو جاتی ہے ۔ پس قدرتی طور پر ریاست کے تمام باشندوں نے اس ہندو افسر کے خلاف غم و غصہ کے گہرے جذبات کا اظہار کیا

مسجدوں میں اجتماعات کی ممانعت

اس کے بعد ریاست نے مسلمانوں کی شکایات کے تدارک کے لئے ایک انوکھی تجویز پر عمل کیا اور مسجد میں تمام جلسے منعقد کرنے کی ممانعت کر دی ۔ کیا اس افسوسناک ذہنیت کی کوئی مثال دی جا سکتی ہے جس کا ریاست نے مسلمانوں کے متعلق اظہار کیا ۔ دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کے دلوں سے انکی مذہبی عظمت کو محو نہیں کر سکتی چنانچہ حکام ریاست کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا

مولوی عبدالقدیر کی بلاوجہ گرفتاری

ہم نے حکومت کے اشارے سے ایک جلسہ منعقد کرایا تاکہ مسلمانوں میں سے نمائندے منتخب کئے جائیں جو ہمارے معاملہ کو ہز ہائی نس کی خدمت میں جا کر پیش کریں ۔ جب جلسہ ختم ہونے کے قریب تھا تو مولوی عبدالقدیر نے ایک بے ضرر تقریر کی اور موجودہ حالات پر افسوس اور غم کا اظہار کیا ۔ کسی اور فضا میں ایسی تقریر کی بنا پر ریاست کو اپنے فرض کا احساس ہوتا لیکن ہماری بدقسمتی سے ریاست نے ... [illegible]

ضلع میرپور کے مسلمانوں پر تشدد کی تیاریاں

جموں ۔ ۷ جنوری ۔ میرپور کے ہندوؤں اور سکھوں کے بے بنیاد خطرات اور ہندو پریس کے ہندوؤں کی حمایت میں شور مچانے پر آج جموں سے مزید ڈوگرہ فوج اور پولیس میرپور کی طرف روانہ ہو گئی ہے ۔ ہندو ینگ مین سبھائیوں نے جو ہندو مہاسبھا کی ایک شاخ ہے ایک ریزولیوشن میں حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ میرپور میں مارشل لاء اور آرڈیننس نافذ کر دیا جائے تاکہ میرپور کے مسلمانوں کو ... [illegible]

مظالم کی انتہاء

ان کے مقدمہ کی سماعت کے روز ہزاروں مسلمان آپ مصیبت زدہ بھائی کے مقدمہ کی کارروائی سننے کے لئے گئے۔ جو مذہب کی خاطر تکالیف برداشت کر رہا تھا۔ علمبرداران امن و قانون نے جو سلوک ان لوگوں کے ساتھ کیا۔ وہ ریاست کی تاریخ میں بدترین دھبہ رہیگا اس کے فوراً بعد مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ اور اکیس روز تک قید خانہ میں رکھا۔ اپنی رہائی کے بعد جو کچھ میں نے معلوم کیا۔ اس کی بناء پر میں بآسانی کہہ سکتا ہوں۔ کہ بیسویں صدی میں کوئی مہذب حکومت ایسے وحشیانہ مظالم روا نہیں رکھ سکتی۔

ریاست کا عزم صمیم

آپکی تحقیقات کے اغراض میں یہ بات شامل نہیں۔ کہ ماہ جولائی کے واقعات پر جن کا میں تذکرہ کر رہا ہوں۔ کوئی فیصلہ صادر کیا جائے۔ لیکن چونکہ حکام ریاست کے خلاف مسلمانوں کے جذبات میں ہیجان کی وجہ یہی واقعات ہیں۔ اس لئے بدامنی کی تہ تک پہنچنے کے بغیر آپ حقائق پر عبور حاصل نہ کر سکیں گے۔ ریاست نے ہر موقعہ پر مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس لگائی۔ اور ان کے جائز مطالبات کو کچلنے کے لئے عزم صمیم کا اظہار کیا۔

دلال کمیشن کا ڈھونگ

مسلمانوں کی پر زور مخالفت کے باوجود دلال کمیشن کا ڈھونگ کھڑا کر دیا گیا۔ مسلمانوں نے من حیث القوم اس کا مقاطعہ کر دیا۔

عارضی صلح کی توہین

کمیشن کے تقرر کے بعد مجھے اور میرے رفقاء کو جو قلعہ میں مقید تھے رہا کر دیا گیا۔ اور ریاست نے مسلمانوں کے خیالات کی گہرائی کو بھانپ کر عارضی صلح کر لی لیکن حکام ریاست نے ہر قدم پر عارضی صلح کی شرائط کی توہین کی۔ صورت حال کا احساس کرتے ہوئے میں نے حکومت کو کہا۔ کہ ہفتہ کے اندر اندر مفاہمت کی شرائط پر عمل کرے۔ اور گورنر کشمیر نے مجھے اور میرے رفقاء کو بلا کر بحث و تمحیص کی۔ جو بے نتیجہ رہی اس کے بعد ہم نے ریاست کے خلاف فہرست الزامات تیار کی۔ میرے بعض رفقاء نے گورنر کشمیر سے پھر ملاقات کی۔

دوبارہ گرفتاری

خواجہ سعد الدین کے مکان پر ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اور مجھے مقامی اسلامیہ ہائی سکول کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ اسی دوران میں مجھے پھر گرفتار کر لیا گیا۔ مجھے ایک فوجی زندان میں ڈال دیا گیا۔ اور ہر طرح کی تکالیف دی گئیں۔ ایام قید میں مجھے غسل کپڑوں اور حجامت وغیرہ سے بھی محروم کیا گیا۔ خوراک نہایت خراب دیجاتی تھی۔ میرے آگے خوراک اس طرح پھینکی جاتی تھی جسطرح چڑیا گھر کا نگہبان شیر کو پنجرے کے اندر خوراک پھینکتا ہے۔ جو کچھ میری گرفتاری کے بعد رونما ہوا۔ آپ کو صرف اس کی جھلک سے ہی معلوم ہوتی ہے حکام ریاست نے عقل و خرد کو خیرباد کہکر انسانوں کیساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک کیا

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا غیر معمولی اجلاس

تشدد پسندوں کے خلاف صدائے احتجاج

انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ایک غیر معمولی جلسہ میں جو زیر صدارت جناب مرزا احمد بیگ صاحب قائم مقام امیر جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ جامع مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل ریزولیوشنز باتفاق آراء پاس ہوئے:۔

(۱) انجمن احمدیہ سیالکوٹ کا یہ اجلاس اخبار "زمیندار" لاہور کے اس معاندانہ رویہ کی سخت مذمت کرتا ہے۔ جو اس نے ایک عرصہ سے جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کے برخلاف جاری کر رکھا ہے اور جس کی وجہ سے امن عامہ کے نہ صرف ٹوٹنے کا بھی خطرہ ہے بلکہ اکثر جگہ مثلاً لاہور، امرتسر وغیرہ میں احمدیوں کے لئے ایک مصیبت کا موجب بن چکا ہے:۔

اخبار "زمیندار" کی یہ روش ملک معظم کی رعایا میں نفرت اور حقارت پیدا کرنیکی مبہم کوشش ہے جس کے برخلاف ہم پر زور صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ اور شریف پبلک دونوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

(۲) جس ناگوار ترین دہشت انگیزی کا جو کہ بعض عاقبت نااندیش احراری مقررین کا نتیجہ ہے جماعت احمدیہ سیالکوٹ کو تختہ مشق بننا پڑا ہے۔ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کا یہ اجلاس اس پر اپنے دلی رنج کا اظہار کرتا ہے۔ اور اسبات پر بیحد افسوس کرتا ہے کہ ایسے نام نہاد واعظین اور ان کے جہلاء متبعین کی یہ بداخلاقی تہذیب اسلام اور اسلام کی روایتی رواداری پر ایک بدنما دھبہ بنکر غیر مسلموں کو مقدس اسلام سے نفرت دلانیکا موجب ہو رہی ہے۔

(۳) انجمن احمدیہ کا یہ اجلاس جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر و جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس ضلع سیالکوٹ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ انہوں نے فرض شناسی سے کام لیتے ہوئے جب بھی ان کو اطلاع دی گئی۔ تو جماعت احمدیہ کے افراد کو انفرادی اور مجموعی طور پر مصیبت سے بچانے کی کوشش کی ہے۔

ایسا ہی ماتحت عملہ پولیس نے جنہوں نے فرض شناسی کا ثبوت دیا۔ یہ اجلاس ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ اس ضمن میں کنسٹیبل جہانگیر کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے جس نے منشی عبد اللہ صاحب احمدی انسپکٹر چونگی کے مکان کی شورش پسندوں کے بالمقابل حفاظت کی ہے

(۴) نیز انجمن احمدیہ کا یہ اجلاس سیالکوٹ کی پبلک کے شریف اور پرامن طبقہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے۔ جس نے کسی نہ کسی رنگ میں احمدیوں کی تکالیف میں ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ خصوصاً چودہری محمد الدین صاحب ٹھیکیدار کا جنہوں نے اپنے ہمسایہ مرزا احمد بیگ صاحب کے مکان کی شورش پسند عورتوں کے گروہ کے مقابل بڑی جرأت سے حفاظت کی۔ جبکہ مرزا احمد بیگ صاحب احمدی سیالکوٹ میں موجود نہ تھے:۔

خاکسار جنرل سیکرٹری

جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے سر محمد شفیع صاحب کی تعزیت

قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے نے بحیثیت امیر جماعت احمدیہ لاہور میاں محمد رفیع صاحب بیرسٹر خلف سر محمد شفیع صاحب کو حسب ذیل تعزیت نامہ ارسال کیا ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور سر محمد شفیع صاحب کی اندوہناک اور بے وقت وفات پر آپ۔ لیڈی شفیع اور خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ ہم سر موصوف کی وفات کو مسلمانان ہند کے لئے جن کے حقوق کی سر موصوف نے ہمیشہ حفاظت کی ہے۔ ناقابل تلافی نقصان سمجھتے ہیں۔ گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں آپ کی خدمات مسلمانوں نیز ہندوستان دونوں کے لئے گراں قدر ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ خاندان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور مسلمانوں کو ایسا لیڈر عطا کرے۔ جو سر موصوف کا صحیح معنوں میں قائم مقام ہو سکے:۔

جماعت احمدیہ ٹانک کا جلسہ

"انجمن احمدیہ" ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان سرحد) کا ایک تبلیغی جلسہ زیر صدارت جناب سردار محمد صادق خان صاحب کٹی خیل پریذیڈنٹ انجمن اہل تشیع کمپنی باغ میں منعقد ہوا۔ مولوی چراغ الدین صاحب مولوی فاضل مبلغ سرحد نے قرآن کریم کے کمل الہامی ہونے پر ایک عالمانہ تقریر فرمائی۔ سامعین کی تعداد توقع سے زیادہ تھی۔ جن میں قابل ذکر خان محمد عبید اللہ خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس، مولوی عبد العزیز خان صاحب وکیل، قریشی ہاشم علی خان صاحب وکیل و ڈاکٹر حاجی خانصاحب وغیرہ تھے ٹانک میں یہ جلسہ اپنی نوعیت میں پہلا جلسہ تھا۔ جس کا اثر پبلک پر عمدہ ہوا۔ (خاکسار غلام محمد سیکرٹری تبلیغ)

کیا مسیح موعودؑ کے ساتھ نبوت لازمی نہیں؟

قاضی فضل احمد لدھیانوی کا اپنا اقرار

قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کے دو سوالات کے جواب میں ایک مضمون الفضل ۵ نومبر ۱۹۳۱ء میں درج ہوا ہے دونوں سوالات کے جوابات نہایت عمدگی سے اس مضمون میں دے دیئے گئے ہیں خاکسار نے ۸ دسمبر ۱۹۳۱ء کو وہ مضمون پڑھا تو فوراً یاد آگیا کہ قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اشتہار ندائے ایمان پر یہ سوال کیا ہے کہ کیا آپ نے حضرت (مرزا صاحب) (علیہ السلام) کو اس اشتہار میں صرف مسیح موعود کے لکھنے سے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ سے رجوع کر لیا ہے؟ وہ تو خود اس بات کے اقراری ہیں کہ مسیح موعودؑ کے ساتھ نبوت لازمی ہے پھر انہوں نے معلوم نہیں کس بناء پر یہ سوال حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسیح موعودؑ لکھ دینے پر کیا چنانچہ ناظرین "الفضل" کی واقفیت اور خود قاضی صاحب مذکور کی توجہ کے لئے وہ حوالہ ۵ نومبر ۱۹۳۱ء والے مضمون کے ساتھ ملا کر درج کیا جاتا ہے قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی اپنے رسالہ موسومہ مخزن رحمت کے صہ ۲ پر لکھتے ہیں:-

"بعض ناواقف مسلمان کہہ دیتے ہیں کہ لاہوری پارٹی مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو رسول اور نبی نہیں مانتی۔ یہ محض دھوکا ہے جبکہ وہ مرزا صاحب (علیہ السلام) کو مسیح موعود مانتے ہیں تو ان کا نبی ہونا مان لیا۔ کیونکہ مسیح موعود نبی ہی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے" اب فرمایئے جناب قاضی صاحب! آپ نے کیوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا تھا کہ چونکہ آپ نے اشتہار میں صرف مسیح موعود لکھا ہے اس لئے نبوت سے انکار ہو گیا۔ جبکہ آپ خود تسلیم کر چکے ہوئے ہیں کہ مسیح موعود نبی ہی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

(خاکسار۔ محمد یار مولوی فاضل از لندن)

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی سیکھئے

مسٹر جی ایم مہتہ۔ ایف۔ ایس۔ ڈی ایس۔ سی۔ ٹی۔ ایس ڈی (انگلینڈ) ایم۔ آئی۔ ایس۔ ڈی۔ ایم (پیرس) پرنسپل صاحب انڈین کالسیونڈنس کالج بٹالہ کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کورس میں دریا کتاب مجلد و خوبصورت قیمت حصہ اول مبلغ ایک روپیہ چار آنہ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

مینیجر اردو بشارت ہینڈ بک ڈپو بٹالہ (پنجاب)

حبّ رحمانی رجسٹرڈ

دوستو! یہ گولیاں عجائبات طب سے ہیں۔ ہر انسان نسخہ دیکھتے ہی خود بخود معلوم کر سکتا ہے۔ کہ یہ ترکیب کردہ گولیاں کس قدر اپنے اندر برقی اثر رکھتے ہوئے قیام بدن کیلئے کیسی مفید و بابرکت ہونگی۔ پس ان کا استعمال ہر حال میں ازبس ضروری ہے

حبّ رحمانی:۔ کشتہ سونا۔ کشتہ چاندی۔ کشتہ فولاد۔ موتی۔ کیسر جدوار خطائی۔ مشک سے طیار کی گئی ہیں۔ قوت مردمی کیسی ہی کمزور پڑ گئی ہو۔ اور پٹھے اپنے کام سے جواب دے چکے ہوں۔ اور زندہ درگور ہونے کی وجہ سے یہ دنیا تیرہ و تار نظر آتی ہو۔ اور آرام و راحت کا مقابلہ تلخ زندگی کے ہاتھوں میں ہو۔ ایسی حالت میں انشاء اللہ ضرور حبّ رحمانی ہی ساتھ دیگی۔ یا حرارت عزیزی کمزور ہو کر تمام بدن پر پژمردگی چھائی ہو۔ کمزوری دل روز بروز بڑھتی جاتی ہو۔ تو ایسی حالت میں بالخصوص حبّ رحمانی مفید ہوگی۔

غرض تمام اعضاء رئیسہ کو قوت دیکر از سر نو تازگی پیدا ہوگی۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ ان کے فوائد عجیبہ اور اثرات تحریر میں نہیں آسکتے صرف اس قدر بس ہے۔

یہ بےنظیر نسخہ جسمانی مریضوں کیلئے اکسیر البدن ہے

جن دوستوں کے پاس ہماری حبّ رحمانی ہوگی۔ پھر خدا کے فضل و رحم سے ان کو انشاء اللہ کسی اور مقوی دوا کی تلاش نہ ہوگی۔ تجربہ شرط ہے (قیمت حبّ رحمانی ایکماہ کیلئے صرف چھ روپیہ ۶ رکھے)

سرٹیفکیٹ نمبر ۱

جناب ملک فیروز الدین صاحب جہلم سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپ براہ مہربانی حبّ رحمانی ایک ماہ کی خوراک روانہ کریں۔ پہلے میں نے پندرہ یوم کے لئے حبّ رحمانی منگوائی تھی۔ واقعی بہت اچھی ہے۔ مفید بہت ہے۔

سرٹیفکیٹ نمبر ۲

جناب ملک احمد علی صاحب گجرات سے تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے مجلس مشاورت پر آپ سے شکایت جریان اور احتلام کیواسطے گولیاں (حب رحمانی) لی تھیں۔ بہت فائدہ ہوا۔ اور اس وقت آپ نے مجھے ایک روپیہ کی دس گولیاں دی تھیں۔ براہ مہربانی ۶ روپیہ کی حب رحمانی میرے نام وی پی کر دیں۔ ملنے کا پتہ

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

آپ کا انگلش ٹیچر موتیوں میں تول کر لینے کے قابل ہے

جناب ماسٹر محمد احسن صاحب جے اے وی انگلش ٹیچر قائم مقام ہیڈ ماسٹر احمدیہ مڈل سکول گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ تحریر فرماتے ہیں جدید انگلش ٹیچر کا بغور مطالعہ کیا اور اسے واقعی اسم بامسمّیٰ پایا ہندوستانیوں کو جلد انگریزی سے آشنا کرنے والی ایسی مفید اور مکمل کتاب آج تک میری نظر سے نہیں گذری قابل اور تجربہ کار مصنف کی محنت قابل مبارکباد اور قابل شکریہ ہے۔

جناب ایم عبد اللہ صاحب منجلی مدراس لکھتے ہیں۔ یہ آپ کی کتاب انگلش ٹیچر کے پڑھنے سے میں سینئر اسکول لیونگ کے امتحان میں اچھے نمبروں سے پاس ہو گیا ہوں واقعی آپ کی کتاب موتیوں میں تول کر لینے کے قابل ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک

اگر ایک لائق استاد کی طرح جلد اور نہایت آسانی سے انگریزی نہ سکھائے۔ تو کل قیمت واپس منگالیں۔ پتہ

قمر برادرز (جدید الف) شملہ

جسم میں خون زیادہ ہو گیا!!

عبد الغنی صاحب احمدی محاسب جماعت لنگیری ضلع جالندھر تحریر فرماتے ہیں۔

آپ کی دوائی کے استعمال سے بھوک بہت ہو گئی۔ طاقت بھی زیادہ ہو گئی۔ کمر سے درد بھی جاتی رہی۔ جسم کے درد کو بھی آرام ہے۔ میرے جسم میں خون بھی زیادہ ہو گیا ہے۔

مقوّی۔ مفرّح۔ ٹانک

یہ ہومیو پیتھک دوا عجیب ٹانک ہے۔ خون کی کمی۔ کمزوری سے دم پھولنا۔ چکر آنا۔ دل دھڑکنا۔ بدن کا بےچین ہو جانا۔ کام سے نفرت۔ دماغ مضمحل۔ کمی بھوک۔ کسی وجہ سے طاقت گھٹ جانا۔ حتیٰ کہ اعضاء جواب دے چکے ہوں۔ ضعف جگر۔ ضعف دماغ۔ ضعف معدہ۔ دق۔ بےخوابی۔ درد کمر وغیرہ وغیرہ کو دور کر کے انشاء اللہ اعضاء میں نئی زندگی۔ نیا خون پیدا کر دیگی۔ مصفی خون ہے۔ مستورات میں دودھ کی کمی کو دور کر کے دودھ کو طاقتور اور زیادہ کر دیتی ہے۔ قیمت ایک شیشی ایک روپیہ چار آنہ (۱۴)

ڈاکٹر محمد حسن احمدی ایم۔ ڈی ایچ۔ ایس۔ نبری اکبر پور کان پور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ ۷ جنوری ۱۹۳۲ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے سر محمد شفیع کا انتقال ہو گیا۔ یہ خبر آناً فاناً شہر میں پھیل گئی۔ گورنر پنجاب چیف سکرٹری سر شادی لال۔ اور تمام ارکان حکومت پہنچ گئے۔ وائسرائے نے کرنیل بیرو کو ٹیلیفون کیا۔ کہ میری طرف سے ماتم میں شریک ہوں۔ تمام سرکاری عمارات پر یونین جیک سرنگوں کر دیا گیا۔ اور حکومت ہند و پنجاب کے تمام دفاتر اور درسگاہیں بند ہو گئیں۔ شہر میں مسلمانوں نے کاروبار بند کر دیا۔ حکومت کے مختلف شعبہ جات کی طرف سے تابوت کے لئے پھولوں کے ہدایا پیش کئے گئے۔ ایک بجے کے قریب یونیورسٹی گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں پچاس ہزار کے قریب اجتماع تھا۔ اس کے بعد نعش بعوض تدفین باغبانپورہ لے جائی گئی۔ جہاں دوبارہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اور نعش شام کے قریب خاندانی قبرستان میں دفن کر دی گئی۔ میاں صاحب موصوف کی وفات ۶۳ برس کی عمر میں واقع ہوئی ہے۔

—— لاہور سے ۸ جنوری کی خبر ہے کہ سر محمد شفیع کی والدہ صاحبہ بیمار ہیں۔

—— ۵ جنوری کو گاندھی جی کی گرفتاری پر احتجاج کرنے کے لئے دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے باوجود ہزاروں ہندو ٹاؤن ہال بنارس میں جمع ہو گئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک پولیس نے کوشش کی۔ کہ ہجوم منتشر ہو جائے۔ مگر لوگوں نے سنگباری شروع کر دی۔ جس سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور بعض دوسرے ملازمین کو چوٹیں آئیں۔ انجام کار فائر کا حکم دیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں ۱۲ آدمی ہلاک اور قریباً ستر مجروح ہوئے۔

—— کانگرسیوں کی طرف سے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ وائسرائے سیاسی رہنماؤں کی کانفرنس منعقد کر رہے ہیں لیکن دہلی سے ۷ جنوری کی اطلاع ہے کہ یہ خبر سراسر غلط ہے۔ وائسرائے صرف گول میز کانفرنس کے بعض مندوبین سے فرداً فرداً ملاقات کر رہے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ بمبئی پولیس نے کانگرس فنڈ کے پچاس ہزار روپیہ پر جو مختلف بنکوں میں جمع تھا۔ نئے آرڈی نینس کے ماتحت قبضہ کر لیا ہے۔ نیز کانگرس ہاؤس پر بھی۔ اور جو لوگ اس بلڈنگ میں بطور کرایہ دار رہتے تھے۔ انہیں حکم دیا ہے کہ کرایہ پولیس کو ادا کریں۔

—— ۸ جنوری کو دہلی میں ڈاکٹر انصاری صدر آل انڈیا کانگرس کمیٹی اپنے مکان پر گرفتار کر لئے گئے۔ آپ نے اپنے بعد سوار سردول سنگھ کویشر کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔

—— نیو دہلی سے ۸ جنوری کو اعلان کیا گیا ہے۔ کہ نواب چھتاری سر محمد شفیع کی جگہ وائسرائے ایگزیکٹو کونسل کے عارضی رکن مقرر کئے گئے ہیں نواب صاحب کی جگہ سر عزیز اللہ خاں یو۔ پی گورنمنٹ کے ہوم ممبر مقرر ہوئے ہیں۔

—— ۷ جنوری کو مسلمانان صوبہ جموں کے دوسرے ڈکٹیٹر شیخ غلام قادر صاحب عدم ادائے مالیہ کی مہم کے سلسلہ میں میرپور پہنچے۔ جہاں ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ اکالیوں کا پانچواں جتھہ ۵ جنوری کو بغیر کسی مزاحمت کے ڈسکہ میں داخل ہو گیا اور گوردوارہ میں تقریریں بھی کیں۔ اس پر شرومنی اکالی دل نے ڈسکہ کے مورچہ کی فتح کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ یہ قضیہ کس طرح ختم ہو گیا ہے۔ کیونکہ ہندوؤں اور سکھوں میں گفتگوئے مصالحت ناکام ہو گئی تھی۔

—— جس دن سر شفیع نے وفات پائی۔ اس شام تک ان کے لڑکے کو قریباً پانسو تار ہمدردی کے موصول ہوئے۔ جن میں ملک معظم۔ وزیر اعظم۔ وزیر ہند کے پیغام بھی شامل ہیں۔

—— سکاٹ لینڈ کے دو دریاؤں میں ہولناک طغیانی نے دو ہزار خاندانوں کو خانماں ویران کر دیا ہے۔ بازاروں میں چھ چھ فٹ پانی چڑھا ہوا ہے۔

—— ۷ جنوری کو سیالدہ سٹیشن پر نادرن بنگال ایکسپریس کو ایک ملازم اس کے خالی ہونے کے بعد دیکھ رہا تھا۔ کہ فرسٹ کلاس کے ڈبہ سے اسے پانچ کار آمد بم ملے۔

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ الہ آباد نے یو۔ پی آرڈی نینس کے ماتحت ابھیودیہ پریس بند کر دیا ہے جس میں اسی نام کا ہندی اخبار شائع ہوتا تھا۔

—— ڈائریکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب نے ایک اعلان کے ذریعہ اس امر کی تردید کی ہے کہ فسادات لاہور کی تحقیقات پر پولیس افسروں کی تعیناتی فرقہ وار اصول پر کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تحقیقات کی نگرانی براہ راست سینیر سپرنٹنڈنٹ پولیس کر رہے ہیں۔ اور ان کے ماتحت جو سٹاف ہے۔ اس میں ایک مسلمان اور ایک ہندو انسپکٹر کے علاوہ چھ مسلمان دو ہندو اور دو سکھ سب انسپکٹر ڈپٹی افسر ہیں۔

—— ہوم سکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ ملایا سٹیٹس میں جانے والوں کو متنبہ کیا جاتا ہے۔ کہ عالمگیر کساد بازاری و اقتصادی تنزل کے باعث وہاں بے روزگاری عام ہو رہی ہے۔ اور وہاں پہنچ کر روزگار حاصل کرنے کا قطعاً کوئی ذریعہ نہیں۔

—— مصری پارلیمنٹ میں ۷ جنوری کو اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ضروری مسائل کے تصفیہ کے لئے عنقریب مصر اور برطانیہ میں گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ ۹ جنوری کو اے۔ ڈی ایم دہلی نے ڈاکٹر انصاری کو چھ ماہ قید محض اور دوسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔

—— ٹوکیو سے ۸ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ جب شاہنشاہ کی گاڑی شاہی محلوں میں داخل ہو رہی تھی۔ تو اس پر بم پھینکا گیا۔ شاہنشاہ بچ گئے۔ ایک شخص فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ جس کے پاس سے ایک اور بم برآمد ہوا۔

—— گورنر پنجاب ۶ جنوری کو امرتسر آئے۔ جہاں سوداگران پارچہ نے ان سے ملاقات کی۔ گورنر صاحب نے انہیں یقین دلایا۔ کہ کاروبار پرامن طریق پر جاری رکھنے میں ہر طرح سے ان کی امداد کی جائے گی۔ معلوم ہوا ہے کہ سوداگران پارچہ کی ایسوسی ایشن نے کانگرس کو مالی امداد دینے سے انکار کر دیا ہے۔

—— حال میں پنجاب کونسل نے جو کالرا سٹیٹ بل منظور کیا تھا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنر پنجاب نے اس کے نفاذ کی منظوری دیدی ہے۔

—— گول میز کانفرنس سے پیدا شدہ صورت حالات پر غور کرنے کے لئے ہندوستان کے والیان ریاست بمبئی میں جمع ہو رہے ہیں۔ جہاں ان کے خاص اجلاس ہوں گے۔

—— ضلع احمد آباد کے ایک گاؤں میں ۸ جنوری کو نمبردار نے گولی چلا دی۔ جس سے تین آدمی ہلاک ہو گئے۔ وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ نمبردار گرفتار کر لیا گیا ہے۔

—— پنجاب گورنمنٹ گزٹ کے سرکاری گزٹڈ ملازمین